پیشوا

اردو زبان میں لندن سے شائع ہونے والا منفرد سہ ماہی رسالہ

جلد 3۔ شمارہ 3۔ جولائی تا ستمبر 2016ء۔ زیر ادارت رانا محمد حسن خاں

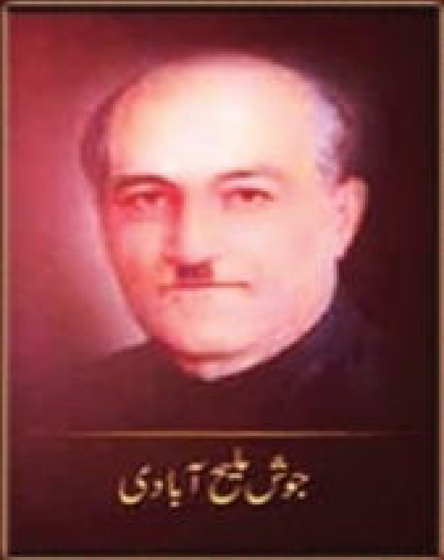

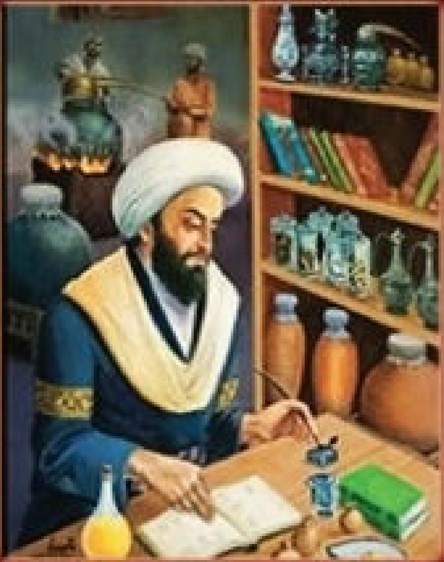

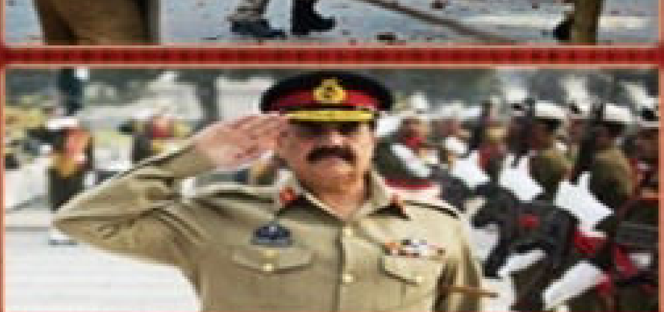

2 London Road, SM4 5BQ Morden-Surrey - Tel: 020 3674 7909, Mobile: 077 9299 8973
Email : info@rhacs.co.uk - Web: www.rhdreamweddings.com

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

منتظمین

ایڈیٹر
رانا محمد حسن خاں

نائب ایڈیٹر
محمد ثاقب رشید

مارکیٹنگ مینیجر
رانا عبدالصمد خان

خصوصی تعاون
آر۔ایچ۔ڈریم ایونٹس

سرورق
محمد سلیم انصاری

اس شمارہ میں

آیت قرآن الحکیم۔حدیث النبیؐ۔مشعل راہ (سب سے بڑا گناہ شرک۔مرسلہ ناثمرین۔امریکہ)		۲
اداریہ (کشمیر کی آزادی)		۳
ضرورت یا غرض کا خلوص کے ساتھ تعلق	(رانا محمد حسن خاں)	۶
اسلام کو تجدید کی ضرورت ہے	(طارق احمد مرزا)	۹
نواز شریف! اللہ سے ڈرو	(چوہدری رشید خان)	۱۲
نہتے کشمیریوں پر بھارت مظالم کی مذمت	(میر افسر امان)	۱۴
مرثیہ اشک خوں	(منیر احمد مجوکہ)	۱۶
بابائے کیمیا جابر بن حیان	(رانا محمد حسن خاں)	۱۸
پیام امن کے لیے مذہبی رواداری ضروری ہے	(محی الدین عباسی)	۲۰
بدلتی ہوئی گریٹ گیم	(انعام الحق)	۲۲
زہرہ اور ہماری زمین		۲۳
ہومیو پیتھی نسخہ جات		۲۴
سونف اور صحت	(عبدالحق شاکر)	۲۶
شرک سب سے بڑا گناہ	(شگفتہ حسن صاحبہ)	۲۸
زیارت ارض مقدس	(چوہدری ناز احمد ناصر)	۳۰
آوارگانِ دشتِ خار (قسط ۷)		۳۳
اردو زبان اور جوشؔ ملیح آبادی	(رانا عبدالباقی)	۳۶
شعر و شاعری: ساحرؔ لدھیانوی۔میر تقی میرؔ۔احمد فرازؔ۔طارق احمد مرزا۔امۃ الباری ناصر۔ امیر مینائی		۳۹
کیا آپ جانتے ہیں؟		۴۴
سندر راجن پچائی۔(۴۷) باتبصرہ خبریں۔(۴۹) لاہور کی کہانی پطرس کی زبانی۔(۵۲) اور بہت کچھ۔		

PESHWA LTD.

2.London Road,Morden,Surrey,SM4

Tel.020.36747909. E-mail. peshwaltd@gmail.com

قیمت فی شمارہ 1 پاؤنڈ ... سالانہ ممبرشپ فیس برطانیہ 14 پاؤنڈ یورپ 18 یورو آسٹریلیا و امریکہ 25 پاؤنڈز

www.peshwa.co.uk

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت قرآن الحکیم

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(سورۃ المائدہ آیت ۹)

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں بڑے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا پھر آپؐ جوش میں آ کر بیٹھ گئے اور فرمایا سنو خبردار جھوٹ نہ بولنا۔ آپؐ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کہ کاش حضورؐ خاموش ہو جائیں۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم کتاب الادب)

مشعل راہ۔ سب سے بڑا گناہ شرک

جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے۔ پس چاہیے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو، یعنی عمل اس کے نہ لوگوں کو دکھلانے کے لیے ہوں۔ نہ ان کی وجہ سے دل میں تکبر پیدا ہو کے مَیں ایسا ہوں اور ایسا ہوں اور نہ وہ عمل ناقص اور ناتمام ہوں نہ اُن میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبت ذاتی کے برخلاف ہو بلکہ چاہیے کہ صدق اور وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی چاہیے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو نہ سورج، نہ چاند، نہ آسمان کے ستارے، نہ ہوا، نہ آگ، نہ پانی، نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے۔ نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دی جائے اور ایسا ان پر بھروسہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی ہمت اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کی قسموں میں سے ایک قسم ہے بلکہ سب کچھ کر کے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر کوئی ناز بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت روح گری رہے اور دعاؤں کے ساتھ اس کے فیض کو اپنی طرف کھینچا جائے اور اس شخص کی طرح ہو جائیں کہ جو سخت پیاسا اور بے دست و پا بھی ہے اور اس کے سامنے ایک چشمہ نمودار ہوا ہے نہایت صاف اور شیریں۔ پس اُس نے اُفتاں و خیزاں بہرحال اپنے تئیں اس چشمہ تک پہنچا دیا اور اپنے لبوں کو اس چشمہ پر رکھ دیا اور علیحدہ نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہو۔ اقتباس از لیکچر لاہور

(مرسلہ انا ثمرین صاحبہ۔ نیو جرسی۔ امریکہ)

مقدس آیات قرآن کریم واحادیث نبوی آپ کی دینی معلومات میں اضافے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہذا جن صفحات پر مقدس آیات واحادیث مبارکہ درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔ (شکریہ)

اداریہ

کشمیر کی آزادی

کشمیر میں جاری آزادی کی جنگ کے نتیجے میں ایک ماہ کے دوران تقریباً ایک سو کشمیری اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور ڈیڑھ سو کشمیری اپنی آنکھوں کی بینائی کھو کر ٹھوکریں کھانے کے لیے مجبور کر دیے گئے ہیں۔ گزشتہ ۷۰ سال میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان چار جنگیں ہو چکی ہیں۔ ان جنگوں کے نتیجے میں کشمیر تو آزاد نہ ہو سکا بنگلا دیش سابقہ مشرقی پاکستان کے لوگوں نے پاکستان سے آزادی حاصل کر لی۔ یقیناً جنگ مسائل کو حل نہیں کرتی بلکہ بے شمار مسائل کو جنم دیتی ہے۔ کبھی کشمیر ایک ہی بڑا مسئلہ تھا جس کی وجہ سے ہندوستان اور پاکستان ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے افواج کو پالا کرتے تھے۔ کشمیر کے مسئلے سے بھی بڑا مسئلہ اب دہشت گردی کی صورت میں اپنے پھن پھلا رہا ہے بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ لوگوں کی ناگہانی اموات کا باعث بن رہا ہے۔ کشمیری لیڈروں کی حالت زار دید کے قابل ہے، یہ لیڈر آپس میں بھی ایک دوسرے سے آزاد ہیں۔ ان لیڈروں کو چاہیے کہ آپس میں سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنی دانشمندانہ صلاحیت استعمال کرتے ہوئے کشمیر کو آزاد کروانے کے لیے اپنی سیاسی کوششوں کو تیز کریں۔ اور ان عوامل کو سب سے پہلے دور کرنے کی کوشش کریں جن کی وجہ سے معصوم بچوں، بوڑھوں اور خواتین کی عزت اور زندگی کو خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ ہر قسم کے دہشت گردوں کو اپنی آزادی کی تحریک سے دور رکھیں۔

ہندوستان کے موجودہ وزیر اعظم مودی نے کہا ہے کہ ہمیں اور پاکستان کو غربت اور جہالت ختم کرنے پر توجہ دینی چاہیے، مقابلہ کرنا چاہیے کہ کون جیتتا ہے۔ جناب مودی صاحب کی بات بڑی زبردست اور مدبرانہ ہے۔ مدبرانہ بات کو چار چاند اس وقت لگتے ہیں جب اس پر عمل کیا جائے۔ عملی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ مدبر صاحب کی چھتر چھایا میں گجرات میں ہزاروں مسلمانوں کو زندہ جلا دیا جاتا ہے۔ جب ایک صحافی نے مودی سے پوچھا کہ کیا آپ کو اس واقع پر دکھ ہے تو مودی صاحب نے جواب دیا کہ ''ہاں! دکھ ہوا ہے مگر اس قدر جتنا روڈ ایکسیڈنٹ میں کتا مر جانے پر ہوتا ہے۔'' اگر ہندوستان کی کوشش پاکستان توڑنے کی بجائے غربت اور جہالت ختم کرنے کی طرف ہوتی تو یقینی طور پر دونوں ملک ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہوتے۔ کشمیر جیسے اہم مسئلے پر چار جنگوں اور دوسرے بم دھماکوں میں لاکھوں لوگ مر چکے ہیں، صرف کشمیر میں تقریباً ایک لاکھ کشمیری مر چکے ہیں۔ اگر ہندوستان اور پاکستان مل کر کشمیریوں کی خواہش کے مطابق انہیں ان کا حق دے دیں تو ان دونوں ممالک کی لڑائی ختم ہو سکتی ہے۔ ایسے ماحول میں جبکہ ہندوستان پاکستان کو توڑنے کی کوشش میں ہو اور پاکستان ہندوستان کو غیر مستحکم کرنے کے لیے کوششوں میں مصروف ہو، غربت اور جہالت کا خاتمہ ناممکن ہے۔ مودی سرکار سے پہلے ۸۳ کروڑ افراد غربت کی لکیر سے نیچے تھے اور اب ۸۶

کروڑ افراد ہو چکے ہیں۔ بھارتی لوگ بھوک اور بیماری سے مر رہے ہوں اور مودی صاحب ہاتھ نچا نچا کر جنگ کی باتیں کریں، یہ قابل افسوس اور قابل شرم بات ہے۔ پاکستان اور ہندوستان دونوں ایٹمی ہتھیار بھی رکھتے ہیں اور ان دونوں نے بہت بڑی بڑی فوجیں بھی پال رکھی ہیں۔ کشمیر کا مسئلہ حل نہ ہونے کی ایک وجہ یہ افواج بھی ہیں، فوج اپنی موجودگی کو ضروری قرار دینے کے لیے مختلف طریقوں سے جنگ کا ماحول پیدا کرتی رہتی ہیں۔ اسی طرح پاکستان جس کا نام سنتے ہی دہشت گردی اور ملائیت کا منحوس اور مکروہ چہرہ دنیا کو دکھائی دینے لگتا ہے۔ پاکستان کی جاہلانہ خارجہ و داخلہ پالیسیوں نے پاکستان کو دہشت گردوں کی جنت بنا دیا ہے۔ جس وقت طالبان کی حکومت کو امریکی بمباری نے تباہ و برباد کر دیا، اس وقت پاکستان نے خاموش تماشائی کا کردار ادا نہیں کیا بلکہ اتحادی افواج کی اسی طرح مدد کی جس طرح روسیوں کے خلاف ان کی مدد کی تھی۔ جب سے پاکستان نے اپنے برادر اسلامی ملک افغانستان سے تعلق بگاڑا ہے تب سے دہشت گردوں اور ملاؤں نے پاکستانیوں کو گھیر رکھا ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ ہماری بربادیوں کے صرف یہ دو عوامل ہیں۔ پاکستان کے کرپٹ، جھوٹے اور بے ایمان سیاستدان سب سے زیادہ ان حالات کے ذمہ دار ہیں۔ اس وقت افواج اور جاہل سیاستدانوں کے نرغے میں تقریباً دو ارب لوگ ہیں۔ جب برصغیر کے لوگ پاکستان کے وزیر دفاع خواجہ آصف اور بھارتی لیڈروں کے اس بیان کو پڑھتے ہیں جس میں انہوں نے کہا ہے کہ ضرورت پڑنے پر ہم ایٹمی ہتھیار بھی چلا سکتے ہیں، تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے بڑی کوئی جاہلانہ بات نہیں ہوسکتی۔

بھارت اور پاکستان کے پاس ۲۰۰ کے قریب ایٹمی ہتھیار ہیں، خواجہ آصف جیسے دوسرے سیاستدان شاید جانتے ہی نہیں کہ اگر دس ایٹمی ہتھیار استعمال کیے جائیں تو سارا پاکستان اور انڈیا کے بہت بڑے علاقے کا ہر جاندار جل کر خاکستر ہو جائے گا۔

مودی صاحب نے کہا ہے کہ ''ہم سوفٹ ویئر بنا کر باہر بھیجتے ہیں اور پاکستان دہشت گرد بھیجتا ہے۔'' یہ درست ہے کسی حد تک۔ پاکستان کو دہشت گرد پالنے کا شوق جنرل ضیاء کے زمانے میں جب اسلامائزیشن کا انہیں بخار تھا، تب ہوا تھا۔ بس تب سے دہشت گردی اور ملائیت پاکستان کے پاک دامن کو پلید کر رہی ہیں۔ مگر ہندوستان کا دامن بہت پہلے پلید ہو چکا تھا۔ مکتی باہنی کا سابق مشرقی پاکستان میں کردار دہشتگردانہ ہی تو تھا۔ اس وقت بھی کراچی، بلوچستان اور دوسرے پاکستانی علاقوں میں ہندوستانی دہشت گرد موجود ہیں، گلبھوشن اور دوسرے کئی ہندوستانی گرفتار بھی ہوئے ہیں۔ کشمیری بے گناہ نہتے کشمریوں کو مارنا بھی دہشگردی ہی تو ہے۔ اب دہشت گردی کا نشانہ بننے والے صرف انڈیا اور پاکستانی ہی نہیں ہیں بلکہ ساری دنیا اس کا شکار ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ ناانصافی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ انصاف کی اقوام عالم نے تدفین کر دی ہے۔

کشمیری، پاکستانی اور ہندوستانی عوام امن و سکون سے جینا چاہتی ہیں۔ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقدس ارشاد ہے کہ" **سید القوم خادمھم**۔" یعنی قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کے سرداروں کو چاہیے کہ انسانوں کی فلاح بہبود کے لیے

مل کر کام کریں۔ کشمیریوں کو بھی اگر وہ خود کو آزاد نہیں سمجھتے تو انہیں آزادی دے کر بھی بھائی بنایا جا سکتا ہے ان کے دل جیتے جا سکتے ہیں۔ اگر کشمیر کی آزادی سے باہمی جنگوں اور نفرتوں کا خاتمہ ممکن ہے، افواج پالنے جیسے مہنگے شوق سے جان چھوٹ سکتی ہے تو ہندوستان کو چاہیے کہ بڑا بھائی بن کرنا صرف کشمیریوں کے دکھوں کا مداوا کر دے بلکہ دوارب انسانوں کے مستقبل کو پر امن بنا دے۔ انگریزی میں کہا جاتا ہے کہ Shephard of the Nation دونوں ممالک کے سردار اپنی اپنی بلکہ کہنا چاہیے مشترکہ عوام کے لیے شفیق گڈریے کا کردار ادا کریں نہ کہ بھیڑیے کا۔ اس وقت سرداران کی حالت درج ذیل شعر میں دیکھی جا سکتی ہے۔

وَ رَاعِی الشَّاۃِ یَحْمِی الذِّئْبَ عَنھَا

فَکَیفَ اِذَا الرُّعَاۃُ لَھَا ذِئَابُ

''بکریاں چرانے والا اُن کو بھیڑیے سے بچاتا ہے مگر اُس وقت کیا کروں جب چرواہے ہی بھیڑیے بن جائیں۔''

اللہ تعالیٰ ہمارے سیاسی و مذہبی راہنماؤں کے دل نرم کرے اور انہیں توفیق دے کہ وہ اپنی عوام کے سچے کھرے خیر خواہ بن کر ان کے دکھ درد دور کریں۔ آمین۔ اور ہم یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اگر ان کی ادائیں بھیڑیے کی مثل ہی رہیں تو ان کا انجام بھی بھیڑیے جیسا ہی کر دے۔ آمین

سُنّیوں کا حال ڈاکٹر اسرار احمد کی نظر میں

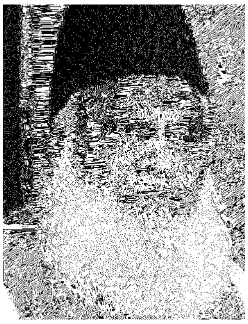

مَیں کہتا ہوں کہ سُنّیوں کا جو حال ہے اس پر غور کیجیے۔ کیا ہمارے عوام الناس بلکہ خواص کے بھی قابلِ اعتناء حصہ کی زبانوں پر ''علی مشکل کشا'' اور ''یا علی مدد'' کے الفاظ چڑھے ہوئے نہیں ہیں؟ ایک اعتبار سے یہ سب سبائیت کے عقیدے کا ظہور اور اسی کے اثرات ہیں۔''

(مثیل عیسیٰ۔ علی مرتضیٰ از اسرار احمد صفحہ ۲۷ مکتبہ خدام القرآن لاہور)

توجہ فرمائیں: پیشوا ادارہ کا کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں ہے۔ پیشوا ادارہ تمام سیاسی و مذہبی شخصیات کا تہہ دل سے احترام کرتا ہے مگر ان کے غلط نظریات اور افکار کو بیان کرنے کی قارئین کو اس غرض سے اجازت دیتا ہے تاکہ متذکرہ شخصیات اپنی اصلاح کر سکیں۔ اگر کوئی شخص سمجھے کہ اسے غلط طور پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے تو وہ بھی حق رکھتا ہے کہ وہ بھی ناقدین کی اصلاح کے لئے اپنا موقف پیش کرے اور ادارہ ایسے مضامین کو شائع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ادارہ پیشوا بلا تفریق مذہب و ملّت خدمت کا دعوے دار ہے۔ سبھی رسالہ میں اپنے افکار اور خیالات کا اظہار کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ادارہ پیشوا اُن تمام قلمکاروں کو دعوت دیتا ہے جو سمجھتے ہیں کہ وہ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ادارہ اپنے قارئین کی آراء اور مشوروں کا منتظر ہے۔ قارئین کی آراء پر غور بھی کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ (ایڈیٹر)

ضرورت یا غرض کا خلوص کے ساتھ تعلق

ضرورت یا غرض کا خلوص کے ساتھ تعلق قدیم سے ہے۔ وہ انسان جس کی طرف دیکھنا بھی روا نہیں ہوتا، ضرورت پڑھنے پر اسے خلوص کے ایسے ہار پہنائے جاتے ہیں کہ دیکھنے والے ششدر رہ جاتے ہیں۔ اور اگر غرض یا ضرورت پوری ہو جائے یا ایسی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خلوص کے ہار پہنانے والے جو حشر اپنے محسن یا ممکنہ محسن کے ساتھ کرتے ہیں وہ بھی دیکھنے والا ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں کہا جاتا ہے کہ وقت پڑنے پر گدھے کو بھی باپ بنالینا چاہیے۔ کیا فرق پڑتا ہے اگر اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کچھ عرصہ گدھے کو باپ کہہ لیا۔ ضرورت پوری ہونے کے بعد اسے ذلیل گدھا ہی کہنا ہے، تمام حساب چکا دیں گے۔ چڑھتے سورج کو سلام پرانی ریت ہے۔ کچھ امثال پیش ہیں۔

سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو، فیلڈ مارشل صدر ایوب خان کو ڈیڈی اور ایشیا کا ڈیگال کہا کرتے تھے۔ ایوب خان کے لیے ان کا خلوص اس قدر تھا کہ ایوب خان نے ان کی سیاست میں انٹری بطور وزیر خارجہ کروا دی۔ جونہی بھٹو کو احساس ہوا کہ اب ایوب خان کو ڈیڈی کہنے یا خلوص جیسے قیمتی موتی لٹانے کی ضرورت نہیں ہے، یہ احساس ہوتے ہی شملہ معاہدے کی کاپیاں پھاڑ کر عوامی لیڈر بن گئے اور ایوب خان کو ''ایوب کتا، ہائے ہائے'' کہا گیا۔ ایک ایسا طاقتور جنرل جس نے دس سال تک بغیر کسی دشواری کے شاندار حکومت کی تھی اسے کوئی بھی زیر نہ کر سکا تھا۔ مگر بھٹو کے خلوص نے اسے بے حیثیت کر دیا اور جب بھٹو کی ضرورت پوری ہوگئی تو اس کا خلوص انتقام میں بدل گیا۔ آخر کار ایوب کو جانا پڑا۔

جب پاکستان میں مولوی حضرات احمدیوں کو کافر قرار دلوانے کے لیے کوشاں تھے۔ ان مولویوں نے اپنے خلوص و وفا کو بھٹو کی خدمت اقدس میں محمد حنیف رامے کی زبانی کچھ یوں پیش کیا۔

[Had solemn vows that they would polish Mr.Bhutto,s shoes with there beards,were he to solve the ninety year old Qadiani issue.]

[Pakistan Times Lahore 25 October 1974]

ترجمہ ''(علماء نے) حلفاً کہا تھا کہ وہ مسٹر بھٹو کے بوٹوں کی پالش اپنی داڑھیوں سے کریں گے اگر وہ ۹۰ سالہ قادیانی مسئلہ حل کر دے۔''

اور جب وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو جیسے زیرک سیاستدان نے مولویوں کے خلوص کے جھانسے میں آ کر نوے سالہ مسئلہ اپنی دانست میں حل کر دیا اور مولویوں کی طرف داد طلب نگاہوں سے دیکھا۔ مگر یہ کیا؟ مطلب نکل جانے پر مولویوں کی نگاہیں بدل چکی تھیں۔ مولانا مفتی محمود صاحب نے تو صاف کہہ دیا:۔

''پیپلز پارٹی کا کوئی رکن تحریک ختم نبوت میں شامل نہیں ہوا، نہ حکمران جماعت کا کوئی عہدے دار اس تحریک میں گرفتار ہوا اور پیپلز پارٹی اس تحریک سے قطعی الگ تھلگ رہی۔ لیکن اب حکمران جماعت کے عہدیدار کارکن اور بعض دوسری سیاسی جماعتیں بھی ۷ ستمبر کے فیصلے کا سہرا مسٹر بھٹو اور حکمران جماعت کے سر باندھ رہی ہیں۔'' (نوائے وقت لاہور ۲۵ ستمبر ۱۹۷۴ء)

اردو زبان میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے''۔ ہماری قوم کا بھی عجیب مزاج ہے بڑی بڑی باتیں کرتی ہے مگر عمل نہیں کرتی۔ جناب بھٹو صاحب خود کو بہت ذہین سمجھتے تھے۔ بڑی سوچ بچار کے بعد انہوں نے جنرل ضیاء الحق کو بے ضرر سمجھ کر آرمی چیف بنایا۔ مشہور صحافی عرفان احمد صاحب نے جنرل صاحب کے بارے لکھا ہے کہ ضیاء الحق امام مسجد کا بیٹا تھا یعنی بچپن ہی سے مانگے تانگے کے کھانے پر پلا تھا اور ذات کا آرائیں تھا۔

تھا، آنکھ ٹیڑھی ہونے کی وجہ سے پرسنلٹی تھی ہی نہیں۔''

ہمارے ملک میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ''دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔'' شاید بھٹو صاحب مولویوں کی بے وفائی سے خائف تھے اس لیے اپنی دانست میں انتہائی غیر معقول اور بے ضرر جنرل کو فوج کا سب سے بڑا عہدہ عطا کر دیا۔ جنرل صاحب نے بھی بھٹو صاحب کو خلوص و وفا کے جام بھر بھر کر پلائے، یہاں تک کہ کہا جاتا ہے بھٹو صاحب اپنے دفتر کے باہر انہیں گھنٹوں بٹھائے رکھتے، جب ملاقات ہوتی تو جنرل صاحب ہاتھ باندھ کر نظریں نیچی کر کے بات کرتے تھے۔

ہماری دعا ہے کہ تقدیر کسی کو بھی برا وقت نہ دکھائے کہ برے وقت میں اپنے بھی ہوتے ہیں پرائے۔ نیوٹن نے کہہ رکھا ہے کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے۔ سیانے یہ بھی کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ بھٹو صاحب کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو انہوں نے ایوب خان کے ساتھ کیا تھا بلکہ اس سے بہت بڑھ کر۔ جنرل ضیاء نے پرخلوص مسکراہٹوں کے جال میں بھٹو صاحب کو کچھ اس طرح کسا کہ فخر ایشیا، قائد عوام کا دم گھٹ گیا۔

جنرل ضیاء الحق امریکہ کی آنکھوں کا ان دنوں تارا تھے جب روس کے خلاف جنگ لڑی جا رہی تھی۔ ان دنوں جب امریکہ کی طرف سے ایک بلین ڈالر پاکستان کو دینے کا اعلان ہوا تو ضیاء صاحب نے اس مدد کو مونگ پھلی کے دانے سے تشبیہ دی، اس پر امریکہ جو ضیاء کے لیے خلوص ہی خلوص رکھتا تھا، فوراً اس امداد کو دس بلین ڈالر کر دیا گیا۔ امریکہ کے ان دنوں کے خلوص کو آج تک پاکستان بھگت رہا ہے۔ جنرل صاحب جو امریکہ سے حاصل کردہ خلوص پر پھولے نہ سماتے تھے، کبھی کبھی خلوص کے تیل کو موچھوں پر مل کر روس جیسی بڑی طاقت کو بھی گھور لیا کرتے تھے۔ اور جب امریکہ کے اغراض و مقاصد پورے ہو گئے، جنرل صاحب، امیر المومنین، صلاح الدین ایوبی بھی راکھ کی ڈھیری بن گئے۔

پیپلز پارٹی نے بڑی سوچ بچار کے بعد نہایت پرخلوص لیڈر فاروق لغاری صاحب کو صدر پاکستان بنا دیا اور اس لیڈر کا خلوص صدر بنتے ہی ہوا ہو گیا تھوڑے عرصہ کے بعد فاروق لغاری صاحب نے کرپشن کا الزام لگا کر اپنی محسن پارٹی کی حکومت کو ختم کر دیا۔

ضیاء الحق کے سیاسی جانشین نواز شریف صاحب جنہوں نے جنرل ضیاء الحق کی موت کے بعد کہا تھا کہ ہم ان کے مشن کو آگے بڑھائیں گے۔ ایک سال بعد ضیاء الحق کے بیٹے اعجاز الحق جنہیں نواز شریف اپنا بھائی کہا کرتے تھے ان سے بھی اپنے تعلقات کشیدہ کر لیے۔ اور آج تک نواز شریف اور ان کے ساتھی ضیاء الحق کا نام لینا بھی اپنی سیاست کے لیے گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔

نواز شریف نے بھی کئی سینیئر جنرلوں کو بائی پاس کر کے پرویز مشرف کو سالار اعلیٰ بنایا، دو سال بعد ہی ان میں ان بن ہو گئی، اور نواز شریف صاحب کو پہلے ایک سال اٹک جیل میں رکھا گیا اور بعد میں جلاوطن کر دیا گیا۔

جنرل پرویز مشرف جو کہا کرتے تھے کہ نواز شریف اور بے نظیر کے ہوتے ہوئے ملک کی ترقی ناممکن ہے۔ آٹھ برس اقتدار کے مزے لوٹنے کے بعد ان دونوں کو خود ہی واپس لائے اور این آر او کے ذریعے انہیں کلین چٹ بھی دینی پڑی۔ ان سب کے بدلے صرف صدر کا عہدہ مانگا تھا مگر سیاستدانوں نے سب کچھ حاصل کرنے کے بعد ٹھینگا دکھا کر جنرل صاحب کو بے آبرو کر دیا۔

جناب الطاف صاحب کو زمین سے اٹھا کر آسمان پر بٹھانے والی فوج تھی۔ ضیاء الحق نے پنجاب میں نواز شریف اور کراچی میں الطاف حسین کو اپنی سیاسی قوت بڑھانے کے لیے استعمال کیا۔ اور ان پر نہ صرف خلوص و وفا کے موتی لٹائے بلکہ ان کی راہ سے بے شمار کانٹوں کو بھی دور کیا۔ نواز شریف نے جنرل صاحب کی موت کے بعد کیا کیا، بیان کیا جا چکا ہے۔ جناب الطاف حسین کے خلاف اس کے سیاسی رضاعی بھائی نواز شریف نے ۱۹۹۲ء میں

فوجی آپریشن کروایا اور فوج نے اپنے پیدا کیے بچے کے خلاف بھرپور آپریشن کیا۔ پرویز مشرف نے اپنے دورِحکومت میں مظلوم اور فوج کے ہاتھوں زخموں سے چور ہونے والی جماعت کو ناصرف اپنی گود میں بٹھایا بلکہ اسے بادشاہ بھی بنا دیا۔ مشرف کے جانے کے بعد مشرف کے باوردی ساتھیوں نے اسے پھر دبوچ لیا ہے۔ اس مرتبہ شاید ایم کیو ایم کی قوت کو غیر منصفانہ طریقے سے تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ حیرانگی اس وقت ہوئی جب ایم کیو ایم کے ماں باپ نے کمزور صحت کے مالک فاروق ستار کو دھکا دیا۔ اس وقت فوجیوں کا خلوص ایم کیو ایم کے لیے ختم ہو چکا ہے، ہمدردی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ عجیب بات یہ ہے کہ الطاف حسین کے وہ حامی جو کہا کرتے تھے ’’منزل نہیں ہمیں قائد چاہیے۔‘‘ اور جنہیں چاند میں اور درخت کے پتوں پر الطاف حسین کی تصویر نظر آتی تھی۔ الطاف بھائی کو غدار کہہ رہے ہیں۔

معزز قارئین خلوص و اغراض کی کہانی بہت لمبی ہے۔ ان دونوں کا کھیل عالمی معاشروں میں بالعموم اور پاکستانی معاشرہ میں بالخصوص شب و روز کھیلا جاتا ہے۔ پاکستانی معاشرہ میں جھونپڑیوں سے لے کر ایوانوں تک یہ بے حسی کا کھیل زوروں پر ہے۔ اصل اخلاص کے موتی ہمیشہ اغراض سے پاک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بھی وہی لوگ پاتے ہیں جو جنت و دوزخ کو بھول کر اس سے اور اس کی مخلوق سے محبت کرتے ہیں۔ اور یہ کم تعداد روشنی کے مینار بلا تفریق مذہب و ملت انسانوں کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔

اخلاص میں چھپے ہیں اغراض کے پکندے
لباسِ ریا میں چُھپ گئے ہیں بندے

دُکھی دُنیا کے دُکھی چہرے میں بھر دیں رونق
ایسی خُوشبُو کوئی اب پیار کی ایجاد کریں

ادارہ پیشوا (پرائیویٹ) ایک زیر رجسٹرڈ نمبر ۸۷۴۷۱۵۸ چیرٹی ہے جو معذور اور بے بس مریضوں کو وہیل چیئرز مہیا کرتی ہے۔ اور غریب بچوں کو تعلیم جیسا بنیادی حق دلانے کی کوشش کرتی ہے۔ سسکتی اور لڑکھڑاتی زندگیوں کی مدد کے لئے قدم بڑھانا نہایت ثواب کا کام ہے۔ زمین پر گھسٹ گھسٹ کر ہر لمحہ مرنے والوں کی مدد کرنا تمام انسانوں کا فرض ہے۔ اگر آپ غریبوں، بے بسوں، بے کسوں اور لاچاروں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل اکاؤنٹ میں اپنے عطیات جمع کروائیں۔ (نئی اور پرانی وہیل چیئرز بھی عطیہ کی جاسکتی ہیں)

PESHWA LTD.

Account # :(Barclays Bank): 90730343 Sort Code: 208420

برائے مہربانی اپنے چیک پیشوا لمیٹڈ کے نام سے ارسال فرمائیں۔

2.London Road,Morden,Surrey,SM4 5BQ. UK

E-mail. peshwaltd@gmail.com : Tel. 020.36747909: Mob. 07792998973

(باعثِ تحریر آنکہ۔۔)

اسلام کو تشکیلِ نو (Reformation) کی نہیں بلکہ تجدید (Restoration) کی ضرورت ہے

تحریر: طارق احمد مرزا۔آسٹریلیا

چند ماہ پیشتر آسٹریلیا کے ایک سابق وزیر اعظم نے سکائی نیوز چینل کو ایک انٹرویو میں مسلمان شدت پسندوں اور دہشت گردی کی مذمت کرتے ہوئے کہا تھا کہ وقت آ گیا ہے کہ اسلام میں بھی ''ریفارمیشن'' کی تحریک چلائی جائے کیونکہ طویل مدت سے اس کی ضرورت چلی آ رہی ہے۔آپ کے الفاظ میں:

"Islam never had its own version of the Reformation and the Enlightenment or a consequent acceptance of pluralism and the separation of church and state.

جیسا کہ ان کے الفاظ سے ظاہر ہے،وہ مسلمانوں کی اس Reformation یعنی اصلاح کی بات نہیں کر رہے تھے جو اسلامی اصطلاح میں مجددین اور مصلحین کے ذریعہ ہوتی ہے ،جس کے بارہ میں مخبر صادق ،سید المرسلین ،خاتم النبیین ،حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ان الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ:

اِنّ اللہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الاُمّۃِ علیٰ رأسِ کُلِّ مِائۃِ سَنۃٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا یعنی اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑے کرتا رہے گا جو اس امت کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔(ابو داؤد کتاب الملاحم باب ما یذکر فی قرن المئۃ)۔اس کے بارہ میں سابق وزیر اعظم صاحب موصوف کو کوئی علم ہوتا تو وہ اس قسم کا کوئی بیان ہی نہ دیتے۔بلکہ ***own*** its ***version*** of the Reformation کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ انہوں نے یہ بات عیسائی مذہب کی اس ''اصلاحی تحریک'' Movement Reformation کو مدنظر رکھ کر کی ہے جو رومن کیتھولک چرچ کے ظلم و استبداد اور متشدد پسند غیر لچکدار رویوں اور اصولوں کے خلاف سولہویں صدی عیسوی میں چلائی گئی تھی جسے پروٹیسٹنٹ ریفارمیشن Protestant Reformation کہا جاتا ہے۔اس تحریک کے بانی مبانی مارٹن لوتھر اور ان کے ہم خیال معتقدین تھے۔یہاں یہ تاریخی حقیقت بیان کرنا مناسب ہوگا کہ مارٹن لوتھر کو رومن کیتھولک چرچ کی معدودے چند ہی غیر لچکدار پالیسیوں سے اختلاف تھا۔جب انہوں نے اپنے پروٹیسٹنٹ چرچ کی بنیاد رکھی تو چند ایک کو چھوڑ کر کیتھولک چرچ کے کئی انتہا پسند قوانین جوں کے توں برقرار رکھے۔اس پر وہ عیسائی جو مزید کئی اصلاحات کی توقع رکھے ہوئے تھے مارٹن لوتھر کے خلاف بھی احتجاج کرنے پر مجبور ہو گئے اور یوں پروٹیسٹنٹ چرچ کو بھی اس کے آغاز میں ہی ایک اور ''پروٹیسٹنٹ ریفارمیشن'' کا سامنا کرنا پڑ گیا جس کے داعیین نے رومن چرچ کی متعارف کردہ مزید کئی متشدد پالیسیوں سے جان چھڑوا کر ایک تیسرے عیسائی فرقہ کو تشکیل دیا اور اس کے بعد تو پھر چرچ کی اس ''ریفارمیشن'' کا سلسلہ ایسے چل نکلا کہ اس کے نتیجہ میں بیسیوں نئے عیسائی فرقے مثلاً کالون ازم، پریس بائٹیرین ،سیکسن ،بپٹسٹ ،جیہووا وٹنس ،اینگلیکن ،ایڈونٹسٹ ،مورمن چرچ وغیرہ وجود میں آ گئے حتیٰ کہ علاقائی اور گلی محلے کی سطح تک محدود گروہی چرچ بھی وجود میں آ گئے جنہیں کانگریگیشنل چرچ Congregational

Church کہا جاتا ہے۔اس فرقہ بندی اور تقسیم در تقسیم کے نتیجہ میں ہی عیسائیوں کو متشدد رویوں اور غیر لچکدارانہ پالیسیوں سے نجات ملنا ممکن ہوا اور پھر رومن کیتھولک چرچ نے بھی ''ارتداد'' کی اتنی بڑی زک اٹھانے کے بعد مجبوراً اپنے نظام کی بھی کسی حد تک اصلاح کر لی۔

لیکن عالمِ اسلام کی تاریخ کو اس حوالے سے دیکھا جائے تو اس کا معاملہ مروجہ عیسائیت سے بالکل الٹ اور برعکس دیکھنے کو ملے گا۔**عیسائیوں کو تو سولہویں صدی میں شروع ہونے والی فرقہ بندی کے نتیجہ میں بتدریج امن ملتا گیا لیکن مسلمانوں کو فرقہ بندی کے نتیجہ میں ہی انتہاپسندی، تشدد اور بدامنی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔**

اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، امت مسلمہ میں جب بھی سوادِ اعظم اور مرکزیت (امام وقت، خلافت) کو چھوڑ کر کوئی نیا فرقہ بنا تو اس نے امت میں ایک نئی افراط یا تفریط، ایک نئی شدت پسندی، ایک نئی انتہا پسندی اور اس سے پیدا ہونے والے خوف اور بدامنی کو ہی جنم دیا اور امت مسلمہ اور اس کی نیک نامی کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ جہاں دیکھیں کوئی نہ کوئی انتہا پسند قرآنی حکم وَلَا تفرَّقُوا سے کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا کر اس میں اپنے برانڈ کا اسلام متعارف کروا رہا ہے۔یہ وہ علاقائی، گروہی، ''Congregational'' اسلامی فرقہ واریت ہے جو ہمیشہ

اعلان برائے اشتہارات

کاروبار کی ترقی کے لیے اشتہارات کی اشاعت عصر حاضر میں کاروباری حضرات کی اہم ضرورت ہے۔ادارہ پیشوا نہایت کم قیمت پر اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے حاضر ہے۔

قیمت اشتہارات

A.4۔فل سائز۔کلر۔150£	بلیک اینڈ وائٹ 100£
A.4۔ہاف پیج۔کلر۔ 80£	بلیک اینڈ وائٹ 60£
A.4۔کوارٹر پیج۔کلر۔ 50£	بلیک اینڈ وائٹ 30£

اپنے کاروباری قارئین کی سہولت کے لیے ادارہ پیشوا نہایت کم قیمت پر اشتہارات تیار بھی کروا سکتا ہے۔

پیشوا میں اشتہارات شائع کروانے کے لئے درج ذیل فون نمبر پر رابطہ فرمائیں

رانا عبدالصمد خاں 07792998973

ظہر الفساد فی البر والبحر کا ذمہ دار رہا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے اسی کا رونا روتے ہوئے فرمایا تھا کہ ؎

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

اس حوالے دیکھا جائے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ آج اسلام کو عیسائیوں کی طرز والی ''ریفارمیشن'' کی نہیں بلکہ تجدید (Restoration) کی ضرورت ہے تا کہ امت مسلمہ سمیت پورا عالم انسانی مذہب کے نام پر یا مذہب کی آڑ میں ہونے والی دہشت گردی سے نجات پا سکے۔

معروف مذہبی سکالر مولانا وحید الدین خان صاحب اپنی کتاب ''تجدید دین'' میں فرماتے ہیں:

''موجودہ مسلمان دین کے نام سے صرف بگڑے ہوئے دین کو جانتے ہیں، وہ دین کو اس کی اصلی صورت میں نہیں پہچانتے۔ وہ کلمہ گوئی کو جانتے ہیں مگر وہ معرفت ایمانی کو نہیں جانتے۔ وہ دین کے کمیاتی پہلو سے واقف ہیں، مگر وہ دین کے کیفیاتی پہلو سے آشنا نہیں۔ وہ مناظرہ بازی کے ماہر ہیں، مگر دعوت اور داعیانہ ذمہ داری کی انہیں خبر نہیں۔ رسول کو سرمایۂ افتخار سمجھنا انہیں خوب معلوم ہے مگر رسول کو مرکزِ اتباع اور اسوۂ حسنہ سمجھنا انہیں معلوم نہیں۔ ان کے رہنماؤں کو معلوم ہے کہ دوسروں کو اپنے مسائل کا ذمہ دار ٹھہرا کر ان کے خلاف مطالبہ اور احتجاج کی مہم چلائیں مگر ان کے کسی بھی رہنما کو اس حقیقت کا علم نہیں کہ مسائل ہمیشہ قوم کی داخلی کمزوریوں سے پیدا ہوتے ہیں نہ کہ دوسروں کی سازش اور ظلم سے۔۔ ان حالات میں اصلاح و تجدید کا اصل کام یہ ہے کہ جو دین لوگوں کی نظر میں اجنبی بن گیا ہے، اس کو دوبارہ لوگوں کے لئے معروف اور معلوم دین بنایا جائے۔ لوگوں کے ذہن و فکر کی اصلاح کر کے انہیں اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ دین کو اس کی اصل صورت میں دیکھنے لگیں۔'' (''تجدید دین'' صفحہ 85۔ شائع کردہ دارلتذکیر۔ لاہور۔ تاریخ اشاعت 1993)

منقولہ بالا سطور میں دین اسلام کے جس کیفیاتی پہلو کی نشاندہی کی گئی ہے اس سے امت کو روشناس کروانے والے مجدد اور مصلح کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود بھی دین کی اس کیفیت سے آشنا اور بہرہ مند ہو۔ دین کے اس کیفیاتی پہلو سے حقیقی آشنائی تجدید دین کی ایک پاک کیفیت پر منتج ہوتی ہے جو کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ماموز زمانہ مجدد کو خاص فضل الٰہی سے عطا ہوتی ہے جس سے فیض اور تائید پا کر وہ تجدید دین کا عظیم الشان فریضہ سرانجام دے پاتا ہے۔

مولانا وحید الدین خان صاحب تجدید دین کے عظیم الشان کام کے معیار اور اس منصب پر فائض وجود کے مقام کی تشریح کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ موزوں کوئی مثال نہ پا کر زیر عنوان ''پیغمبر کی مثال'' لکھتے ہیں:۔

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دین بنی اسرائیل کو دیا تھا، اس کی روح کو بنی اسرائیل نے کھو دیا تھا، وہ اس کے بعض ظواہر اور رسوم سے لپٹے ہوئے تھے اور اسی کو موسیٰؑ کا دین سمجھتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ نے دین کی اصل روح سے بنی اسرائیل کو آگاہ کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عیسیٰ کے اس مشن کی جھلک موجودہ محرّف انجیل میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ اس اعتبار سے حضرت مسیح گویا دین موسوی کے مجدد تھے۔ انہوں نے حضرت موسیٰ کے لائے ہوئے دین کو از سرِ نو زندہ کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عیسیٰ کے ''تجدیدی کام'' کی اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ تجدید کیا ہے۔''

(''تجدید دین'' صفحہ 86۔ شائع کردہ دارلتذکیر۔ لاہور۔ تاریخ اشاعت 1993)

مولانا صاحب موصوف کی اس تحریر سے بجا طور پر یہ مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے کہ اس زمانہ میں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تجدید کیلئے وہی شخص موزوں ہو سکتا ہے جو اپنے وجود میں ایک خداداد اعجازِ مسیحائی رکھتا ہو کہ حقیقی تجدید دین ایک پیغمبرانہ شان اور مقام کی ہی متقاضی ہے۔ ایسا مجدد ہی اپنے دور کا وہ براہیم ہو سکتا ہے جس کے بارہ میں اقبالؔ نے کہا تھا ؎

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ !

نواز شریف! اللہ سے ڈرو۔

چوہدری رشید احمد۔ لندن

وزیر اعظم نواز شریف صاحب! ناانصافی سے ضِد کر کے آپ سچائی کا خون نہ کریں۔ آپ کے خلاف پانامہ کا معاملہ حق پر مبنی ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے "Coming from the horsesmouth" اگر آپ اس کو قبول نہیں کرتے اور کسی طرح سے قرار نہیں پکڑتے، نہ دلائل عقلیہ سے، نہ عام قانون کی رو سے، نہ قانون قدرت کی رو سے، نہ کانشس کی رو سے اور صرف قصہ اور کہانی کے رنگ میں لیں گے تو لوگ سمجھیں گے کہ آپ نے تکبر اور خود بینی کی اور عمداً قوم سے خیانت کی اور گناہ کو اختیار کیا اور اپنی نام نہاد بزرگی اور عزت کو بچانے کے لیے حق سے منہ پھیر لیا ہے۔ نتیجہ کے طور پر آپ کو زندگی میں بڑی تلخیاں اُٹھانی پڑیں گی اور وہ آگ جو خدا کے غضب سے بھڑکتی ہے اور پہلے دل پر غالب آتی ہے اور اس آگ کی اصل جڑ غم، حسرتیں اور ایک خوفناک درد ہوگا جو دل کو پکڑتا ہے اور تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔

آپ کے وزراء صاحبان جو بغیر علم کے آپ کا دفاع کرتے ہیں ان کی کچھ ایسی مت ماری گئی ہے کہ یہودیوں کی طرح اصل صورت حال کو مسخ کر کے ایسے طور سے بات کرتے ہیں جس سے لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے تو یہودیوں کے بھی کان کاٹ ڈالے ہیں کیونکہ بات بات میں افتراء کرتے ہیں۔ ہمیشہ جھوٹ اور بے ایمانی صرف انہیں کا وطیرا ہوتا ہے جو نہایت درجہ کے خبیث اور خدا سے بے خوف ہوتے ہیں۔ جس کو خدا کا خوف نہ ہو ان کا جھوٹ شیطانی منصوبہ ہوتا ہے۔

محترم وزیر اعظم صاحب اگر سچائی سے دیکھا جائے تو وطن عزیز ہر یک پہلو سے تباہی سے دوچار ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ تباہ ہو چکا ہے۔ اس وقت ملک کا حال نہایت درجہ کی وحشیانہ حالت تک پہنچ چکا ہے، کوئی نظام انسانیت کا اس میں باقی نہیں رہا، تمام گناہ لوگوں کی نظر میں فخر کی جگہ ہیں ایک شخص صدہا ظلم کرتا، ڈاکے ڈالتا اور قتل کرتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے، حرام کا کھانا ان کے نزدیک ایک شکار ہے۔ غیرت کے نام پر بہنوں، ماؤں، بیویوں اور بیٹیوں کو قتل کرنا عام ہو گیا ہے، یتیموں کو ہلاک کر کے ان کا مال کھایا جاتا ہے۔ بظاہر انسان ہیں مگر عقلیں مسلوب، نہ حیا نہ شرم، نہ غیرت۔ جو زناکاری اور حرام کاری میں اول، وہی رئیس کہلاتا ہے، بے علمی اس قدر کہ دنیا نے اُمّی کہنا شروع کر دیا۔ صدر ایوب خان مرحوم کے بعد جس قدر حکمران اور سیاستدان برسرِاقتدار آئے اُن کی ناراستی، بددیانتی، حرامکاری، دغابازی اور دروغ گوئی سب پر عیاں ہے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

جناب نواز شریف صاحب مغربی اقوام کے سیاسی نظام میں کئی مثالیں بطور نمونہ پیش کی جاسکتی ہیں کہ یہ قومیں باوجود اقتصادی اور ایمانی کمزوریوں کے خدا سے دور جا پڑے ہیں مگر ان کے سیاسی نظام میں اگر قوم کا وزیر اعظم یا وزیر اپنے بشری تقاضا کے تحت ظاہری یا باطنی غلطی کا موجب بنتا ہے تو فوراً اپنے عہدہ سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ مگر خدا جانے ایمان وایقان کی مالا جپنے والے آپ اور آپ کے رشتہ دار اور وزراء صاحبان کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں کہ آپ پر قومی عہد

اور قومی امانت کی عہد شکنی کے علاوہ ماڈل ٹاؤن کی خون ریزی اور معصوم جانوں کا بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ہلاک کرنا، اخلاق فاضلہ نہیں یہ صریح ظلم اور بے رحمی انسانی اخلاق کے خلاف ہے، یہ لوگ شیر خوار بچوں کی طرح عاجز اور مسکین تھے گویا نہ ان کے ہاتھوں میں زور تھا اور نہ انکے بازؤں میں طاقت مگر انہیں مار دیا گیا اگرچہ وہ بے گناہ اور بے جرم تھے۔اس بھیانک جرم نے ثابت کر دیا ہے کہ آپ اور آپ کے وزراء صاحبان نے انسانی ہمدردی کے سبق میں سے ایک حرف بھی نہیں پڑھا بلکہ آپ کی حکومت کے نزدیک خوامخواہ غافل انسانوں پر گولی چلا دینا جائز سمجھا گیا۔کیا خدا نے آپ کو یہی سکھایا ہے کہ یونہی بے گناہ خدا کے بندوں کو قتل کرو؟ کیا اس سے آپ بہشت میں داخل ہوں گے؟ آپنے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا تھا یا محض دیوانگی کے طور پر مرتکب خون ریزی ہوئے؟ کیا آپ کی حکومت سکھوں کی سکھ شاہی ہے جس میں اونچی آواز سے بانگ دینا بھی جرم سمجھا جاتا تھا؟

ماڈل ٹاؤن میں مارے جانے والے افراد کے قتل کے جرم میں ملوث تمام مجرموں کو قانون کے کٹہرے میں لایا جائے، اگر آپ یا آپ کا بھائی بھی اگر اس واقعہ میں کسی نوع سے بھی ملوث ہیں تو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے خود کو قانون کے حوالے کر دیں۔اور پانامہ لیکس میں آپ کے زیر کفالت بچوں کے نام آجانے کی وجہ سے حکومت کرنے کا اخلاقی طور پر جواز کھو چکے ہیں۔شاید آپ کو معلوم نہیں کہ تاریخ قاتلوں اور اخلاق باختہ لوگوں کو بدترین القاب سے یاد کرتی ہے۔وزیر اعظم صاحب ابھی بھی وقت ہے اپنے آپ کو سدھار لیں اور بہادری کا ثبوت دیتے ہوئے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دلانے کے لیے اپنا اثر رسوخ استعمال کریں اور پانامہ لیکس جسکی وجہ سے آپ کو پاجامہ کہا جا رہا ہے کی اصل حقیقت بیان کی جائے۔اگر آپ نے اس معاملہ کو نہ سلجھایا تو تاریخ آپ کو آپ کے بچوں کو نہایت نفرت اور کراہت سے یاد کریگی۔اور پاکستانی عوام بھی لعنت ملامت کرتی رہے گی، مناسب یہی ہے کہ اس پانامہ نامی گھنٹی کو اپنے گلے سے نکالنے کی کوشش کریں۔

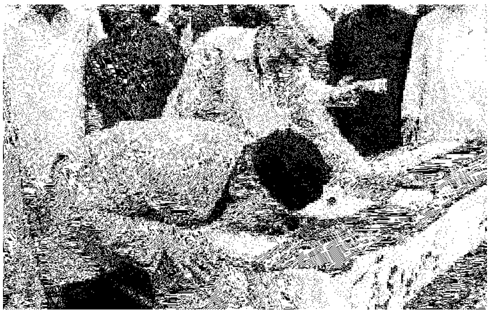

تعصب اور دنیا پرستی ایک ایسا لعنتی روگ ہے جسے انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے ہوئے نہیں سنتا اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا۔جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے کہے کون اس کو روکتا ہے۔جو خدا سے بے خوف ہوں، جن کے دامن انبار در انبار جھوٹ کی نجاست سے بھرے ہوں، ان کا انجام بجز توبہ کے بخیر ہونا ممکن نہیں ہوا کرتا۔اللہ ہماری قوم کو اجتمائی توبہ کی توفیق دے اور سچ کا سنہری تاج ان کے سر پر رکھ دے۔آمین۔

لات ومنات کے قائم مقام بُت

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں کہ ”رسول عربیؐ کے وقت میں تین سو ساٹھ بت تھے جن سے بیت الخلیل کی دیواریں چھپ گئی تھیں، لیکن آج اس کی امت میں ہر چمکیلی ہستی لات ومنات کی قائم مقام ہے اور ہر حاکم، ہر رئیس، ہر حکام، ہر خوش لباس لیڈر ایک بت کا حکم رکھتا ہے، پوری ملت موحدان کی پجاری اور پرستش کا وہی جواب رکھتی ہے جو قریش مکہ کے پاس تھا۔“

(نگارشات آزاد از مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ ۵۰)

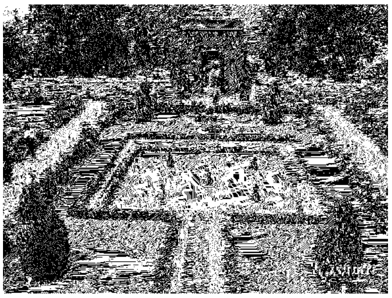

مشرقی اُفق

آل پارٹیز کانفرنس۔۔۔
نہتّے کشمیریوں پر بھاتی مظالم کی مذمّت

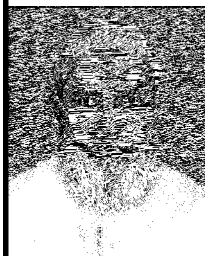

میر افسر امان۔ کنوینز کالمسٹ کونسل آف پاکستان

رابطہ فورم انٹرنیشنل کے زیر اہتمام آل پارٹیز کانفرنس۔۔۔نہتے کشمیریوں پر بھارتی مظالم کی مذمّت کے لیے زیر صدارت ،نصرت مرزا صاحب مشہور اینکر پرسن، دانشور، کالم نگار، تجزیہ نگار اور مسلم اتحاد کے داعی کی صدارت میں کراچی کے ایک مقامی ہوٹل میں مورخہ ۲۷ر ستمبر ۲۰۱۶ء حسب پروگرام منعقد ہوئی۔ اس آل پارٹیز کانفرنس میں جماعت اسلامی سندھ کے امیر معراج الہدیٰ صدیقی صاحب، مسلم لیگ نون کے سیکرٹری جنرل کراچی ڈویژن خواجہ طارق نذیر صاحب، پیپلز پارٹی کے حبیب الدین جنیدی، تحریک انصاف آزاد جموں وکشمیر سندھ زون کے صدر سردار مقصود زمان، مسلم کانفرنس کے عبدالرشید ڈار، جمیعت علمائے پاکستان قاضی احمد نورانی، عوامی نیشنل پارٹی، میر نواز خان مروت ایڈوکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان سمیت دیگر سیاسی ،مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں، دانشوروں،، صحافیوں اور سول سوسائٹی کے حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ سب سے پہلے نصرت مرزا صاحب نے کشمیر کی موجودہ تحریک آزادی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ جدوجہد مقامی ہے اس میں پاکستان کی مداخلت کا بھارتی واویلا بالکل غلط ہے۔انہوں نے بیرونی دنیا کے کچھ حضرات کے کشمیر پر بیانات کو کانفرنس کے شرکاء کے سامنے رکھا اور ثابت کیا اب بھارت کشمیر پر تازہ مظالم کی وجہ سے تنہا ہوتا جا رہا ہے۔ جب کشمیر میں مظالم کی انتہا کر دی جائے تو اُڑی جیسے واقعات ہونا کوئی نئی بات نہیں۔ بھارت میں ۲۶ر سے زائد علیحدگی کی تحریکیں چل رہی ہیں۔اب تو سکھ بھی بھارت سے آزادی ے لیے پاکستان سے مدد مانگ رہے ہیں۔ معراج الہدیٰ صدیقی ے نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کو کشمیر میں بھارتی ظلم ستم اور موجودہ پوزیشن کو اجاگر کرنے اور وکالت کرنے کے بین الاقوامی فورم پر پہنچنے کی ضرورت ہے۔کشمیریوں نے ایک مرتبہ پھر اپنی انگنت قربانیوں کی وجہ سے کشمیر کے مسئلہ کو زندہ کیا ہے۔آج تک کسی بھی حکومت نے ملک کے مفاد کے لیے اپنی خارجہ پالیسی نہیں بنائی۔ بھارت جب پاکستان کو پانی بند کرنے کی دھمکی دیتا ہے تو جواب اسلام آباد سے چاہیے تھا لیکن ہمالیہ سے اونچی سمندروں سے گہری دوستی والا چین ، بھارت کو منہ توڑ جواب دے رہا ہے۔کشمیری اپنے بچوں کی لاشیں اپنے کندھوں پر اُٹھانے کے لیے تیار ہیں لیکن اپنے حق سے ایک انچ بھی ہٹنے کے لیے تیار نہیں۔ان کی اس جدوجہد کو سلام پیش کرتا ہوں۔انہوں نے کہا کہ پاکستان سے بیرون دنیا جانے والے ۲۲ رکنی وفد میں ایسے لوگ بھی شامل کیا جائے جو کشمیر کے بارے میں جانتے ہوں۔کشمیر مسئلہ پر سیر سپاٹا کرنے کے بجائے حکومت کو ڈٹ کر کشمیر پر موقف اختیار کرنا چاہیے۔ہم تحریک آزادی کشمیر کی کھل کر حمایت کرتے ہیں ان کی جدوجہد اقوام متحدہ کے آزادی کے چارٹر کے عین مطابق ہے۔ بھارت کشمیر سے اپنی مسلح افواج واپس بلائے۔ برہان مظفر وانی کی شہادت اور کشمیریوں کے ۸۰ر روز سے زیادہ ردعمل نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کشمیریوں نے پاکستان میں شمولیت کے لیے اپنی رائے دے دی ہے۔ بھارتی مقبوضہ کشمیر اب پاکستان کا حصہ ہے۔مسلم لیگ نون کے خواجہ طارق نذیر صاحب نے کہا کہ پاکستان کے وزیر اعظم جناب نواز شریف نے اقوام متحدہ میں کشمیر کے مسئلہ کو اجاگر کیا ایسے اس سے قبل کسی نے نہیں کیا۔ جے یو آئی کے رہنما قاضی احمد نوارانی کا کہنا تھا کہ حکومت اور انسان دوست تنظیمیں کشمیر کے مظالم کی حمایت میں آواز بلند کریں اور بھارتی حکومت پر دباؤ ڈال کر نہتے کشمیریوں پر ظلم ستم رکوائیں۔نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما نے کہا کہ موجودہ آزاد کشمیر کو آزاد کرانے میں قبائیلیوں نے کشمیریوں کا ساتھ دیا

تھا۔اب بھی ہم کشمیر کی آزادی کی مہم میں برابر کے شریک ہیں۔میر نواز مروت صاحب نے تاریخی حوالہ جات دے کر ثابت کیا کہ کشمیر کسی بھی دور میں ہندوستان کا حصہ نہیں رہی ہے۔مقررین نے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ بھارت جیسے غیر ذمے دار ملک کو ایٹمی سپلائرز گروپ کی ممبر شپ نہ دی جائے نہ ہی ایٹمی ملک تسلیم کیا جائے۔بھارت فوراً حریت کانفرنس کے رہنماؤں کو رہا کرے۔کشمیر سے کرفیو ہٹایا جائے۔امدادی سامان پہنچانے کے لیے دنیا کی تمام انسان دوست تنظیموں کے ساتھ مل کر اجلاس بلایا جائے۔کانفرنس میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ بھارت دنیا کے تمام ملکوں کے صحافیوں کو کشمیر جانے کی اجازت دے اور وہاں سے خبریں ارسال کرنے کی اجازت دے۔بھارت کی آبی جارحیت کی کوشش نہ کرے جس سے سنگین نتائج برآمند ہو گے۔آخر میں نصرت مرزا صاحب تمام شرکاء کانفرنس کی اجازت سے ایک قرادا منظوری کے لیے کانفرنس میں پیش کی جس کو سب نے ہاتھ اُٹھا کر منظور کیا۔اس قرارادا میں کہا گیا کہ پاکستان کی سیاسی پارٹیوں، دانشوروں، اور صحافیوں کا یہ آل پارٹی کافرنس کا اجلاس بھارتی مقبوضہ کشمیر کی جد وجہد آزادی کی تحریک کی مکمل حمایت کرتا ہے کیونکہ وہ جائز اور اقوام

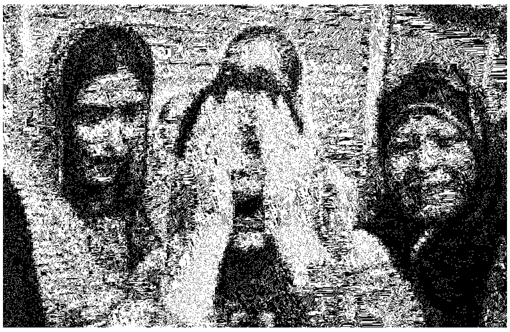

متحدہ کے چارٹر کے عین مطابق ہے۔یہ اجلاس بھارتی مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فورسز کے نہتے کشمیریوں پر ظلم وستم کی شدید مذمت کرتا ہے۔یہ اجلاس بھارتی جنگی جنون کی بھی مذہمت کرتا ہے اور اس بات کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کی حفاظت کے لیے سب پاکستان کے ساتھ ہیں۔یہ اجلاس بھارت پر واضح کرنا چاہتا ہے کہ پاکستان بھرپور ایٹمی صلاحیت کا حامل ملک ہے اس لیے وہ برصغیر پاک وہند کو ایٹمی جنگ

کا میدان بنانے کی کوشش نہ کرے۔یہ اجلاس یہ بھی مطالبہ کرتا کہ اُڑی حملہ پر پاکستان پر الزامات لگانا بند کرے اور اس واقعہ کی تحقیقات کرانے کے لیے غیر جانبدار عالمی کمیشن بنایا جائے۔یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بھارت جیسے غیر ذمہ دار ملک کو ایٹمی سپلائرز گروپ کی ممبر شپ نہ دی جائے اور نہ ہی اُسے ایٹمی ملک تسلیم کیا جائے۔یہ اجلاس انسانیت کے ناطے کرہ ارض کے تمام انسانوں، حکومت اور انسان دوست تنظیموں سے اپیل کرتا ہے کہ کشمیر کے مظلوم عوام کی حمایت میں آواز بلند کریں اور بھارتی حکومت پر دباؤ ڈال کر نہتے کشمیریوں پر ظلم وستم رکوائیں۔یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بھارت مقبوضہ کشمیر سے اپنی مسلح افواج واپس بلائے۔برہان مظفر وانی کی شہادت اور کشمیریوں کے ۸۰ ؍روزہ ردعمل ے یہ ثابت کر دیا کیہ کشمیریوں نے پاکستان میں شمولیت کے لیے اپنی رائے دی دی ہے کہ بھارتی مقبوضہ کشمیر اب پاکستان کا حصہ ہے۔یہ اجلاس حریت کانفرنس کے رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ کرتا ہے۔کشمیر سے کرفیو فوراً ہٹایا جائے۔امدادی سامان کشمیریوں تک پہنچانے کے لیے دنیا کی انسان دوست تنظیموں کو اجازت دی جائے۔پیلٹ گن سے سیکڑوں کشمیریوں کو اندھا کر دیا گیا ہے ان تک ڈاکٹروں کو رسائی دی جائے۔صحافیوں کو بھارتی مقبوضہ کشمیر جانے اور خبریں ارسال کرنے کی اجازت دی جائے۔یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ بھارت آبی جارحیت کی کوشش نہ کرے اس کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے اور جنگ چھڑ جائے گی۔اس قرارداد کے منظور ہونے کے بعد اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔آخر میں شرکاء کی چائے بسکٹ سے تواضح کی گئی۔

مضمون نگار حضرات کے افکار وخیالات سے ادارہ پیشوا کا اتفاق ضروری نہیں ہے

''مرثیہ اشک خوں''

ملکہ برطانیہ کی وفات پر مشہور شاعر اقبال کا ماتمی جلسہ میں جذبات کا اظہار

تحریر و تحقیق: منیر احمد مجوکہ

۲۲ جنوری ۱۹۰۱ء کے دن عید الفطر تھی۔ اتفاق سے اسی روز ملکہ برطانیہ، قیصر ہند کی وفات ہوگئی۔ قدرتی بات ہے اس اندوہناک خبر سے برصغیر کے تمام لوگوں کو انتہائی غم پہنچا۔ ہمارے قومی شاعر اور حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کے دل کو بھی شدید صدمہ ہوا۔ ملکہ وکٹوریہ کی وفات کے غم کے اظہار کے لیے، بلا تفریق مذہب وملت لوگوں نے، پنجاب کے دل لاہور میں ایک ''ماتمی جلسہ'' منعقد کیا۔ علامہ اقبال نے اپنے دلی صدمہ کے اظہار اور لوگوں کے جذبات غم کی

ترجمانی کرنے کے لیے دس بند پر مشتمل ایک سو دس اشعار کا نہایت پُر درد مرثیہ تحریر فرمایا جو اس ''ماتمی جلسہ'' میں آپ نے پڑھ کر سنایا۔ یہ

اے آہ آج برق سر کوہسار ہو — یا تیر بن کے میرے کلیجے کے پار ہو
ہو ٹکڑے ٹکڑے ٹوٹ کے اے رشتہ نفس — اے مرغ روح، باز اجل کا شکار ہو
اے دامن دریدہ ء پیراہن حیات — ہاں آج زیب دیدہ ء خوں نابہ بار ہو
پھرتے ہیں ڈھونڈتے اجل ناگہاں کو ہم — ہاں اے حیات خضر نگاہوں میں خار ہو
اے افسری کے تاج گریباں کو چاک کر — اے کرسی طلائے شہی سوگوار ہو
اے دل اگر جفا طلبی کا مذاق ہے — مرہون تلخی ء ستم روزگار ہو
پسنے کا جب مزا ہے کہ اے آسیائے غم — پس پس کے جان اپنی مثال غبار ہو

وہی مشہور و معروف مرثیہ اشک خوں ہے جس میں ہمارے حکیم الامت نے قیصرہ ہند ملکہ برطانیہ کو ظلّ اللہ یعنی سایہ ء خدا کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایہ ء خدا
اک غمگسار تیرے مکینوں کی تھی گئی

سرکار انگریزی کو یہ پر درد مرثیہ اس قدر پسند آیا کہ حکومت نے اس بیش قیمت مرثیے کو سرکاری خرچ پر طبع کروایا۔ بلکہ اقبال اکیڈمی کے رسالہ ''اقبالیات'' جولائی ستمبر ۱۹۸۸ء کے مطابق گورنمنٹ نے اس کی کئی ہزار کاپیاں اپنی طرف سے مختلف زبانوں میں بھی چھپوائیں۔ اس طرح حکومت وقت کی خوشنودی اور تائید سے ہمارے قومی شاعر، عظیم فلاسفر اور حکیم الامت کا یہ عقیدہ کہ انگریز ملکہ ظلّ خدا ہے، برصغیر کے سب اطراف میں چپے چپے پر پھیل گیا۔ برصغیر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے جذباتِ غم کی پوری پوری ترجمانی اور عکاسی کرنے والا اور شاعر مشرق علامہ اقبال کے دل کی آواز، وہ پرسوز مرثیہ جس میں ملکہ برطانیہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے، کے پہلے دو بند اور کچھ اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

میت اٹھی ہے شاہ کی تعظیم کے لیے — اقبال اڑ کے خاک سر راہ گزار ہو
مدت کے بعد تجھ کو ملے ہیں غم فراق — ہم تجھ پہ صدقے جائیں تو ہم پر نثار ہو
چلتے رہ حیات ، مگر گھات میں خوشی — کونے لگی ہوئی نہ سر راہ گزار ہو
آئی ادھر نشاط ادھر غم بھی آ گیا — کل عید تھی تو آج محرم بھی آ گیا

بند نمبر۲

ہاں اے ہلال عید خدا کی قسم تجھے — خواہاں عیش کیا نظر آتے ہیں ہم تجھے
اے جام بزم عید مقدریہ تھا ترا — لبریز کرنے آئے مئے اشک غم تجھے
ایسی گھڑی میں تیری افق پر ہوئی نمود — سمجھا کوئی نہ حلقہ ماتم سے کم تجھے
ایمن تھے غم سے ہم مگر اے خنجر ستم — کرنے تھے ذبح طائر بام حرم تجھے
کھلتی ہے کچھ ہمارے مقدر پہ یہ کجی — سجتا نہیں نظر میں ہماری یہ خم تجھے
تیغ ستم سے بڑھ کے رہیں تیری تیزیاں — ہم اپنے لب سے مانگ کے دیتے ہیں دم تجھے
بیماری نشاط اگر ہے تو صبح غم — پڑھ کر کرے گی سورہ ء والحشر دم تجھے
ہاں اے شعاع ماہ شب اول طرب — دل جانتا ہے تیر کمان ستم تجھے
صورت وہی ہے نام میں رکھا ہوا ہے کیا — دیتے ہیں نام ماہ محرم کا ہم تجھے
اے شام عید اپنے مہ نو سے پوچھ لے — سمجھا ہوا ہوں صبح دیار عدم تجھے
کہتے ہیں آج عید ہوئی ہے ہوا کرے — اس عید سے تو موت ہی آئے خدا کرے

مصور پاکستان، حکیم الامت، مفکر پاکستان، شاعر مشرق، قومی شاعر علامہ ڈاکٹر محمد اقبال

بند نمبر۳ تا بند۱۰ اسے ترتیب وار ایک ایک شعر

اقلیم دل کی آہ شہنشاہ چل بسی — ماتم کدہ بنا ہے دل داغدار آج
اے ہند تیرے چاہنے والی گزر گئی — غم میں تیرے کراہنے والی گزر گئی
اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایہ ء خدا — اک غمگسار تیرے مکینوں کی تھی گئی
اے درد جاں گداز خدا کے لیے نہ تھم — ہم بھی اٹھیں گے ساتھ جو تیری کسک گئی
برطانیہ تُو آج گلے مل کے ہم سے رو — سامان بحر ریزی ء طوفاں کیے ہوئے
ٹھا وہ ابر گوشہ مغرب سے شعلہ ریز — مشرق سے بڑھ کر ہند پہ آکر برس گیا
ہلتا ہے جس سے عرش یہ رونا اسی کا ہے — زینت تھی جس سے تجھ کو جنازہ اسی کا ہے
مرحوم کے نصیب ثواب جزیل ہو — ہاتھوں میں اپنے دامن صبر جمیل ہو

ہم بچپن سے سنتے آئے ہیں کہ انگریز بہت اچھے حکمران تھے۔ اقبال کے مرثیہ نے تو ہمیں بھی خون کے آنسو رلا دیا۔ اب سمجھ آئی مولوی اقبال کی عزت کیوں کرتے ہیں؟

بابائے کیمسٹری جابر بن حیان (تحریر: رانا محمد حسن خاں)

ماہر کیمیا، ماہر ریاضی، ماہر ارضیات، فلاسفر، ماہر ادویات، ماہر فلکیات، ماہر نفسیات، انجینئر اور طبیب جابر بن حیان کا پورا نام ابو موسیٰ جابر بن حیان تھا۔ لاطینی زبان میں جابر کو ''Geber'' کہا جاتا ہے، مغربی دنیا جابر بن حیان کو اسی نام سے یاد کرتی ہے ۔۷۲۱ء کو جابر ابن حیان خراسان کے علاقے طوس (ایران) میں پیدا ہوئے۔ جابر کا تعلق عرب کے جنوبی حصے کے ایک قبیلے از دسے تھا۔ ان دنوں بنوامیہ کی خلافت کے دور کا آخری حصہ تھا۔ بنوامیہ کے خاتمہ کے لیے بنو عباس کی جانب سے برپا کی جانے والی تحریک کا حصہ بن کر جابر بن حیان کے والد احمد حیان جو دوا ساز تھے نے حکومت کے خلاف بغاوت کر رکھی تھی۔ بنوامیہ اور بنوعباس کے درمیان شدید جنگ کی وجہ سے جابر بن حیان کے خاندان کو ہجرت کرنا پڑی اور یہ خاندان یمن میں عارضی طور پر قیام پذیر ہوگیا۔ جابر بن حیان نے قرآن کریم اور دوسری ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی۔ بعد میں کوفہ میں آباد ہوگیا۔ کوفہ اس زمانہ میں علم و دانش کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ جابر بن حیان نے یہاں امام جعفر صادق کی شاگردی اختیار کرلی جن کے مدرسہ میں مذہب کے ساتھ ساتھ منطق، حکمت اور کیمیا جیسے اہم مضامین بھی پڑھائے جاتے تھے۔ رائج الوقت یونانی علوم نے ان پر گہرے اثرات چھوڑے۔ یہی وہ دور تھا جب لوگ سونا بنانے کی ترکیبیں تلاش کرتے تھے۔ جابر نے بھی سونا بنانے کی کوشش کی تھی۔ سونا بنانے کی لگن میں انہوں نے بے شمار حقائق دریافت کیے۔ جابر نے سونا بنانے کا خیال ترک کردیا لیکن تجربات کرنا ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگیا۔ جابر ہر وقت سوچ اور تجربے میں منہمک رہتے تھے۔ جابر بن حیان نے کوفہ میں ایک تجربہ گاہ بھی بنائی تھی۔ جابر نے علم کیمیا کو ایک علمی اور فکری سائنس سے تبدیل کرکے عملی سائنس کی بنیاد رکھی۔ جابر کہتے ہیں کہ ''عملی کام کیے بغیر علم کی بنیادی حدوں کو عبور کرنا بھی ناممکن ہے۔'' جابر بن حیان خود کہتے ہیں کہ ''کیمیا میں سب سے ضروری چیز تجربہ ہے جو شخص اپنے علم کی بنیاد پر تجربہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ غلطی کرتا ہے۔'' جابر بین حیان نے تجربات سے علم کیمیا کی دنیا میں انقلاب پیدا کردیا تھا۔ مشہور کیمیا داں E.J.Holmyard نے جابر کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اسے پہلے کیمیا داں کا خطاب دیا۔ بنوعباس کے پانچویں خلیفہ ہارون الرشید کے وزیر یحییٰ برمکی کی چہیتی بیوی شدید بیمار ہوگئی۔ جب سب علاج بیکار گئے۔ جابر بن حیان سے رجوع کیا گیا۔ جابر نے اسکی بیوی کو ایک دوا دو گرین پانی میں ملا کردی، مریضہ آدھے گھنٹے سے بھی کم وقت میں صحت یاب ہوگئی۔ اس طرح جابر بن حیان کی رسائی ہارون الرشید کے دربار تک ہو گئی۔ جابر کی طبیبانہ مہارت نے حاکم وقت کو بے حد متاثر کیا تھا۔

جابر بن حیان نے مادے کو عناصر اربعہ کے نظریے سے نکالا۔ جابر پہلا شخص تھا جس نے مادے کے تین حصوں میں درجہ بندی کی نباتات، حیوانات اور معدنیات۔ بعد ازاں معدنیت کو بھی تیب حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے گروہ میں بخارات بن جانے والی اشیاء رکھیں، دوسرے گروہ میں آگ سے پگلنے والی اشیاء رکھیں اور تیسرے گروہ میں ایسی اشیاء رکھیں جو گرم ہوکر پھٹک کر سرمہ بن جائیں۔ جابر نے کیمیائی مرکبات مثلاً کاربونیٹ، آرسینک اور سلفائیڈ

جب بنوامیہ کو شکست ہوگئی تو بنوعباس کا پہلا خلیفہ عبداللہ بن محمد المعروف ابوالعباس السفاح بنا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے دست راست ابو مسلم خراسانی نے بنوامیہ سے تعلق رکھنے پر ۶ لاکھ افراد قتل کیے تھے۔ دمشق فتح کرنے کے بعد عباسی فوج نے حضرت امیر معاویہؓ سمیت تمام اموی حکمرانوں کی قبریں تک کھود ڈالیں۔ یہ بھی تاریخ کے سینے پر لکھا ہے کہ ہشام بن عبدالملک کی لاش کو قبر سے نکال کر کوڑے مارے گئے، اس کی باقیات کو سرعام لٹکایا گیا اور نذر آتش کردیا گیا۔ ظلم کی انتہا تھی کہ اموی سرداروں کی تڑپتی لاشوں پر فرش بچھا کر کھانا کھایا گیا۔

خالص الکحل تیار کیا۔ جابر نے الکحل کے علاوہ نائٹرک ایسڈ، ہائیڈروکلورک ایسڈ، سلور نائٹریٹ اور امونیم کلورائیڈ ان سب کے تیزاب سے دنیا کو پہلی بار روشناس کرایا۔ ان تیزابوں کو بنانے کے طریقے جابر نے اپنی کتاب صندوق الحکمۃ میں بیان کیے ہیں۔ جابر نے دو عملی دریافتیں بھی کیں یعنی آکسائیڈ بنانا اور تحلیل کرنا۔ جابر کا خیال تھا کہ علم کیمیا کی بنیاد اس نظریے پر ہے کہ تمام دھاتوں کے اجزائے ترکیبی گندھک اور پارہ ہیں، مختلف حالتوں اور مختلف تناسب میں ان دھاتوں کے اجزائے ترکیبی ملنے سے دیگر دھاتیں بنیں۔

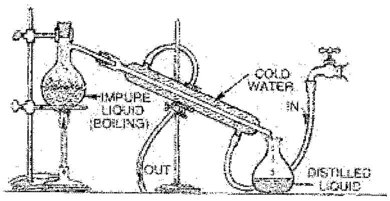

جابر کے اہم ترین کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ Process of Distillation ہے۔ اس Process سے مائع کو بخارات میں تبدیل کیا جاتا ہے اور ان بخارات کو ٹھنڈا کر کے جو مائع درکار ہوتا ہے اسے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ اس Process سے بننے والی اشیاء کی تعداد چار ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہے۔ پرفیوم انڈسٹری سے لے کر مشروبات کے کارخانوں تک ہر جگہ ہمیں اس عمل کا استعمال نظر آتا ہے۔ The Fractional Distillation of Crude Oil وہ طریقہ ہے جسے جابر کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کر کے خام تیل کو صاف کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جابر بن حیان کا طریقہ پٹرولیم انڈسٹری کی بنیاد ہے۔ اس نے بہت ساری عملی کیمیائی ترکیبیں Practical Chemical Process ایجاد کیں۔ اس طرح اس نے اطلاقی سائنس کی بنیاد رکھی۔ جابر نے چمڑے اور کپڑے کو رنگنے کا طریقہ دریافت کیا۔ بالوں کو سیاہ کرنے کے لیے خضاب تیار کیا۔ رنگین شیشہ بنانے کا طریقہ بھی دریافت کیا۔ بڑی اہم ایجاد قرع انبیق یعنی عرق کھینچنے کا آلہ ہے۔ اس کے ذریعے عرق کشید کرنے سے جڑی بوٹیوں کے لطیف اجزاء حاصل ہوتے ہیں۔ جابر بن حیان نے کپڑے اور لکڑی کو واٹر پروف کرنے کے لیے وارنش ایجاد کی۔ جابر نے گلاس بنانے میں مینگنیز ڈائی آکسائیڈ Mangnese Dioxide تجویز کیا۔ جابر بن حیان میٹالرجی Metallurgy دھات کو صاف کرنے کے کام سے واقف تھا۔ اس نے بتایا کہ لوہے کو صاف کر کے فولاد بنایا جا سکتا ہے۔ اس نے لوہے کو زنگ سے بچانے کا طریقہ بھی دریافت کیا۔ موم جامہ بھی جابر کی ایجاد ہے، اس نے موم جامہ اس لیے بنایا کہ اشیاء کو رطوبت سے خراب ہونے سے بچایا جائے۔ اس نے گریس Grease بنانے کا فارمولا ایجاد کیا۔ اس نے قلمیں بنانے Crystallisation کا طریقہ دریافت کیا۔ سونے کو پگھلانے کے لیے اس نے ایکوار یجیا Aqua Regia دریافت کیا۔ زریں حروف میں کتابت کا طریقہ بھی اسی کی دریافت ہے۔ اس نے ایسی سیاہی بنائی تھی، جس سے لکھا اندھیرے میں بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس نے ایسا کاغذ بھی بنایا تھا جس پر آگ اثر نہیں کرتی تھی۔ بیشمار سائنسی آلات بھی بنائے۔

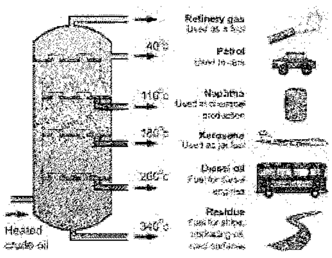

بابائے کیمیا جابر بن حیان نے جو بھی میتھڈز متعارف کروائے تھے آج تقریباً ۱۳۰۰ برس گزر جانے کے باوجود آج تک مستعمل ہیں۔ علم کیمیا کے جد امجد مانے جانے والے عظیم کیمیا داں جابر بن حیان نے علمِ کیمیا پر تین سو کے لگ بھگ شاہکار کتابیں اور رسالے قلم بند کیے ہیں۔ ان کتابوں اور رسالوں کی فہرست ابن ندیم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الفہرست میں دی ہے۔ کتاب الریاض (Book of Balance)، کتاب الملک (Book of kingdom)، کتاب الرحمہ، کتاب التجمیع، زیبک الشرقی اور کتاب الموازین الصغیر اہم کتابیں ہیں۔ جابر بن حیان کی تمام کتب کا لاطینی کے علاوہ دیگر یورپین زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ جابر کی کتاب الکیمیا کا لاطینی ترجمہ رابرٹ آف چیسٹر نے ۱۱۴۴ء میں کیا تھا۔ جابر نے علم کیمیا کی کتب کے علاوہ اقلیدس کی کتاب ''ہندسے'' اور بطلیموس کی کتاب ''مجسطی'' کی شرحیں لکھیں نیز منطق اور شاعری پر بھی رسالے تصنیف کیے۔

دنیائے سائنس کے آسمان پر چمکنے والا ستارا جسے دنیا بابائے کیمیا کے نام سے جانتی ہے ۸۰۱۵ء کو کوفہ میں نظر بندی کی حالت میں ۹۵ برس کی عمر میں وفات پا گیا۔ بوقت رحلت اس کے تکیے کے نیچے کتاب کا مسودہ تھا۔ اللہ تعالیٰ جابر بن حیان کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ آمین

قیام امن کیلئے مذہبی رواداری ضروری ہے

محی الدین عباسی ۔لندن سینیئر صحافی و تجزیہ کار
m.abbasi.uk@gmail.com

قیام امن کیلئے مذہبی رواداری ساری دنیا بالخصوص ہمارے ملک کے لئے نہایت ضروری امر ہے۔عصر حاضر میں شدت پسندی کی وجوہات میں ایک بڑی وجہ اسکا فقدان ہے۔ یہ تمام کے لئے بھائی چارہ، دوستی، امن کا پیغام ہے آج ساری دنیا میں جو بدامنی، بے چینی، مذہبی تشدد، دہشت گردی پھیلتی جارہی ہے اسکی وجہ سے انسانیت تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے اور یہ اپنے قومی لیڈروں اور مذہبی لیڈروں کی طرف نظر جمائے، اپنی امیدوں کے خواب سجائے بے یارومددگار سسکتی آنسوؤں کیساتھ بے سروسامانی کی حالت میں ناامید اور اداس ہے بدقسمتی سے آجکل مذہبی رواداری کے فقدان اور شدت پسندی کی وجہ سے مسلمان زیادہ بدنام ہیں۔ جبکہ ہمارے ملک میں چند دہائیوں سے یہ ہوتا آیا ہے کہ ہم آپس میں دست گریبان ہیں۔ایک دوسرے کے مذہب کو برداشت نہیں کر پا رہے۔کبھی اس ملک میں ناموس رسالت کے نام پر اقلیتوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی ہے۔کبھی اہل تشیع شیعہ حضرات کے امام بارگاہوں پر حملے اور ان کے لوگوں کو شہید کردیا جاتا ہے۔تو کبھی عیسائیوں، احمدیوں کی عبادت گاہوں اور ان کے لوگوں کو زندہ جلا دیا جاتا ہے۔کہیں اہل حدیث،، بریلوی اور دیوبندی کے مسلک کو چھیڑ کر کفر کے فتوے لگا دیئے جاتے ہیں۔ ہماری اقلیتیں خون کے آنسو رو رہی ہیں انکو جبراً مسلمان بننے پر مجبور کیا جاتا ہے تو کہیں انکی عبادت گاہوں کو بم سے اڑا کر انکی مذہبی عبادتوں سے روکا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو دنیا کی ہر قوم میں اپنے رسول بھیجے تاکہ دنیا کے تمام مذاہب کا احترام انسان کے دلوں میں قائم ہو اور اس نے تو سب سے زیادہ مذہبی رواداری کے سنہری اصول سکھائے قرآن کریم مذہبی رواداری کا ایک اصول یہ بیان کرتا ہے کہ کسی کے جھوٹے معبودوں کو بھی برا بھلا نہ کہو۔

ولا تسبو الذین یدعون من دون اللہ (سورۃ الانعام) اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔

اور پھر اسکی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے ”فیسبو اللہ عدواً بغیر علم“ ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔قرآن اپنی عظمت کو قائم رکھتے ہوئے مزید حکم دیتا ہے کہ دین اختیار کرنے کے معاملے میں کسی بھی قسم کے جبر کی اجازت نہیں ہے۔یعنی ”**لا اکراہ فی الدین**“ دین میں کوئی جبر نہیں۔اس تعلیم سے ہمیں یہی پتہ چلتا ہے کہ حکومت کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کریں۔ پیارے ہادیء کامل سرور دوجہاں حضرت محمد مصطفی ﷺ نے تو رواداری کے ان اصولوں پر سب سے زیادہ عمل کرکے دکھایا اور وہ عظیم الشان مثالیں دنیا میں قائم کی ہیں۔اسلام میں سب سے پہلا معاہدہ جو ہجرت مدینہ کے بعد عمل میں آیا وہ مدینہ کی غیر مسلم آبادی کیساتھ کیا گیا اور اس معاہدہ کی بنیادی شرط یہ تھی کہ یہود کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوگی علاوہ ازیں جب خیبر کے یہودی اور نجران کے عیسائی اسلامی حکومت میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی انکے عقیدہ، عمل اور کامل آزادی عطا فرمائی۔اس ضمن میں روایت ہے کہ جب یہ قافلہ مدینہ میں آیا تو آنحضرت ﷺ نے اپنی مسجد نبوی میں اپنے طریق کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔اور جب بعض صحابہ نے انہیں روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا چنانچہ ان صحابہ نے مشرق رخ ہوکر مسجد نبوی میں اپنے طریق کے مطابق عبادت کیں اور رسوم ادا کیں۔ایسی کئی مثالیں ہیں جو نبی کریم ﷺ نے بنی نوع انسان کے لئے چھوڑی ہیں البتہ کاش کہ ہم ان پر خلوص نیت کیساتھ عمل کریں مزید براں میں آپ کو چشمۂ معرفت اور روحانی خزائن سے تعلق رکھنے والے اقوال کی روشنی میں بتلاتا ہوں کہ بنی نوع انسان کے لئے کس طرح فکر و سوچ اور تڑپ کیساتھ ہمیں یہ گوہر دیا ہے اگر ہماری قوم اسے خلوص نیت سے قبول کرے اگر ایسا ممکن ہوا تو ساری دنیا میں ایک اسلامی عظیم انقلاب آجائے گا آنحضرت ﷺ نے حضرت رام چندر، حضرت کرشن ، حضرت بدھ، حضرت زرتشت اور حضرت کنفیوشس سب کو خدا تعالیٰ کے انبیاء قرار دیا۔پس یہ اصول نہایت پیار اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں

جو دنیا میں آئے اور یہی اصول ہمیں قرآن نے سکھلایا اس کے علاوہ دین حق اور دیگر مذاہب کے درمیان مذہبی رواداری کے قیام کے لئے دوسرا بڑا کام قتال کے غلط تصور کی اصلاح کا ہے نیز دوسرے مذاہب کے دوران صلح

کی راہ ہموار کی۔ قرآن میں صاف حکم ہے کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوارت اٹھاؤ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں دین حق میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کے لئے نہیں تھی بلکہ دشمنوں کے حملے سے اپنا دفاع یا امن قائم کرنے کے لئے تھی مگر دین کے لئے جبر کرنا مقصد نہ تھا۔ مزید یہ

کہ میں تمام مسلمانوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی دشمن نہیں۔ بدعملی اور نا انصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری اصول اپنائیں۔ ہمارے یہ دو بڑے اصول ہیں خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق صاف رکھنا اور اس کے بندوں کیساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا آج اگر ہمارے مذہبی علمائے دین مذہبی منافرت کا درس دینا بند کر دیں تو کل ملک میں امن آسکتا ہے اپنے خطبوں جمعوں میں صرف خدا اور اسکے رسول ﷺ کی تعلیمات کا درس دیں اور ایک دوسرے کے مذہب کا احترام کریں۔ امن اور سلامتی کی تعلیم اور ظلم اور دہشت گردی کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے تاہم یہ بات دنیا کے سامنے لائی جائے کہ اسلام ایک امن پسند ملک ہے۔

ہمارے لیڈروں کو چاہئے عقل سلیم اور عقل فہم کیساتھ اپنے عملی رویہ میں تبدیلی پیدا کریں اور برداشت مذہبی رواداری سے کام لیں۔ میرا ایمان ہے کہ اگر ہم ان تمام باتوں کو حرز جان بنالیں تو معاشرہ بھی اور ملک بھی ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا جائے گا۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔

AZED&CO
Incorporated Precticing Accountants
Rizwan Azed
B.COM,MBA,AIIA,FSPA

سیلف ایمپلائیڈ، سول ٹریڈر، لمیٹڈ کمپنی اکاؤنٹس، پی سی او ڈرائیور اکاؤنٹس، سیلف ایسیسمنٹ۔
ٹیکس ریٹرن، لمیٹڈ کمپنی فارمیشن۔ بک کیپنگ، بجٹ۔ بزنس پلان، بزنس سٹارٹ اپ

392 London Road
Mitcham Surrey
London .CR4 4EA
Tel.020 8646 6777
Fax.020 8646 9416
Mob.0786 788 6952
E.Mail. azed@azed.fsbusiness.co.uk

facebook اور گوگل پر پیشوا میگزین کو وزٹ کریں۔ اور پیشوا رسالہ کی
ویب سائیٹ www.peshwa.co.uk پر تمام گزشتہ شمارے دیکھے جاسکتے ہیں۔

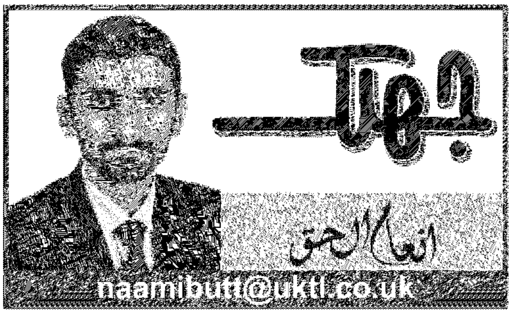

بدلتی ہوئی ''گریٹ گیم''

تحریر: انعام الحق۔ جرمنی

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ گذشتہ چند سالوں سے نہیں بلکہ چند دہائیوں سے پاکستان امریکہ کی امداد اور حکم پر چل رہا ہے۔ امریکی امداد اور امریکی قرضوں نے پاکستان کو اپنے شکنجے میں دبوچ رکھا تھا اور رکھا ہے۔ امریکہ دُنیا کے زیادہ سے زیادہ ممالک کو اپنا مقروض کر کے، اُن پر اپنا زور مسلط کر کے، ہمسایہ ممالک کی جانب سے دباؤ ڈال کے یا پھر کسی بھی طرح اپنے ساتھ ملانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ امریکہ کو سُپر پاور تسلیم کرنے والے ممالک کی تعداد میں اضافہ ہو اور یوں دُنیا میں امریکہ سُپر پاور کے طور پر قائم رہے۔ لیکن یہاں یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ اگر دُنیا کے 75% ممالک بھی امریکہ کو سُپر پاور تسلیم کر لیں تو اس سے فرق نہیں پڑتا۔ امریکہ کے علاوہ کسی اور ملک مثلاً چائنہ یا روس کو بھی اگر دُنیا کے ممالک کی اکثریت سُپر پاور تسلیم کر لے تو بھی اس سے فرق ہرگز نہیں پڑتا کیونکہ اصل میں اس دُنیا میں دُنیاوی لحاظ سے سُپر پاور وہی ہے جو حقیقت میں مظبوط اور مستحکم ہے۔ جس کے پاس معیشت اور اسلحہ کی طاقت مشترکہ طور پر ہیں اور اُس ملک کرپشن سے بھی پاک ہونا بہت ضروری ہے، ایسا ملک ہی اس دُنیا میں سُپر پاور کی حیثیت رکھ سکتا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سُپر پاور کا دُنیا میں باقی ممالک کی نسبت حجم کے لحاظ سے بڑا ہونا بھی ضروری ہے۔ امریکہ، چائنہ اور روس تین ایسے ممالک ہیں جو اس دُنیا میں بااثر اور حجم کے لحاظ سے بڑے، معیشت میں اہم اور طاقت کے لحاظ سے بھی زور آور ہیں۔ لیکن کرپشن سے پاک ہونے کی بات کریں تو چائنہ میں کرپشن روس اور امریکہ کی نسبت کم ہے۔ آپ سوچ رہے ہونگے کرپشن کا سُپر پاور ہونے سے کیا تعلق! تو جناب یہ یاد رکھیں کہ چند ماہ پہلے تُرکی میں ہونے والی بغاوت بھی کرپشن کا نتیجہ تھی۔ جسے تُرکی کی عوام نے اپنے پاؤں تلے روند دیا تھا۔ حالانکہ تُرک فوج میں اتنی طاقت تھی کہ عوام کو خاموش کروا سکتی لیکن چونکہ عوام متحد اور کرپشن سے پاک حکومت کے ساتھ تھی اس لئے بغاوت کا قلا قمع کرنے کیلئے نہ تو حکومتِ وقت کو اجلاس بلانے پڑے اور نہ ہی جلسے جلوسوں میں منتیں کرنا پڑیں۔

پاکستان گریٹ گیم کا اہم ترین ملک ہے جس پر روس، امریکہ اور چائنہ تینوں کی نظریں ہیں۔ ان تینوں میں سے کوئی بھی نہیں چاہئے گا کہ پاکستان پر کسی دوسرے حریف کا قبضہ ہو۔ یہ بات بھی حقیقت ہے کہ جنرل راحیل شریف جیسا محبِّ وطن فوج کا سپہ سالار ہو تو ان تینوں کو ہی پاکستان پر قابض ہونے نہیں دے گا۔ لیکن پاکستان کا یہ اعلان کرنا بھی ضروری ہے کہ وہ کس کے ساتھ ہے۔ چونکہ روس اور چائنہ آپس میں دوست ہیں اور چائنہ پاکستان کا ہمسایہ ہونے کے ساتھ ساتھ شروع سے دوست بھی ہے اس لئے پاکستان کی عسکری قیادت نے روس اور چائنہ کو مشکل میں مدد اور ساتھ کیلئے پکارنے کا اعلان کیا ہے۔ پاکستان اور بھارت کی موجودہ صورتحال کے پیچھے امریکی ہاتھ ہونے کی یقین دہانی اس لئے کروائی جا سکتی ہے کیونکہ ایک لمبے عرصہ سے پاکستان امریکہ کی امداد اور قرضوں پر چل رہا ہے لیکن جب پاکستان کے ''پیدائشی دشمن'' بھارت کے ساتھ معاملات کشیدہ ہوئے تو حکمران اس بات سے اتفاق نہیں کرتے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ اُنہیں اپنا مال پانی بند ہوتا نظر آتا ہے۔

مجھے لگتا ہے جس طرح بلوچستان میں گوادر اور پاک چین منصوبوں پر تیزی سے کام ہو رہا ہے اور کرپٹ حکمرانوں کا کرپشن سمیت صفایا ہونے جا رہا ہے اس سے یہی نتیجہ اخز کیا جا سکتا ہے کہ پاکستان بہت جلد اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا۔ پاکستان ضرور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ موجودہ عسکری قیادت یا تو قائم رہے یا آنے والی عسکری قیادت بھی موجودہ جیسی ہو۔ لیکن اگر حکمرانوں کے بل بوتے پر رہے تو گریٹ گیم کا تبدیل ہونا تو دور ستیا ناس ہونا یقینی سمجھا جا سکتا ہے۔

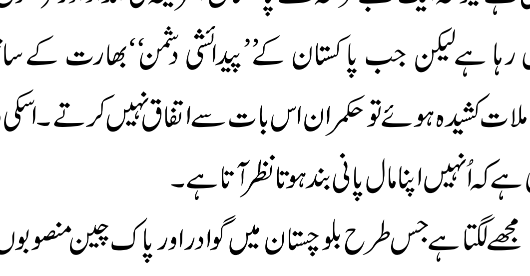

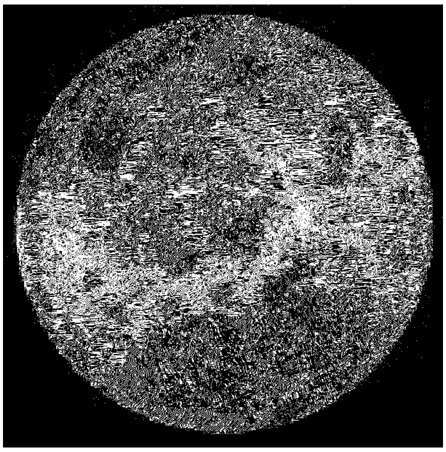

زہرہ (Venus) اور ہماری زمین

۱۹۷۸ء میں مشہور فلکیات دان مائیکل ہارٹ نے دنیا کو بتایا کہ اگر زمین اور سورج کا فاصلہ محض ایک فیصد زیادہ یا پانچ فیصد کم ہوتا تو زمین پر حیات نہ ہوتی۔ تاہم بعد کی تحقیقات میں بتایا گیا ہے کہ یہ فاصلہ ۵ فیصد قریب اور پندرہ فیصد دور ہوتا تو حیات پنپ نہ سکتی۔ (ہیلوسٹون کے ابلتے چشموں میں موجود ایکسٹریموفائلز کی دریافت سے سائنسدانوں نے یہ بات جان لی ہے کہ حیات کے لیے کوئی بھی چیز مشکل نہیں۔ عین ممکن ہے کہ پلوٹو کی یخ بستہ سطح کے نیچے بھی حیات موجود ہو؟ تاہم ہم یہاں ان شرائط کی بات کر رہے ہیں جن کی موجودگی پیچیدہ حیات کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہے۔)

بیان کردہ سورج کا زمین سے فاصلہ کتنا کم ہے اس کا اندازہ لگانے کے لیے ہم زہرہ کو دیکھتے ہیں۔ زہرہ ہماری نسبت سورج سے اڑھائی کروڑ میل قریب ہے۔ سورج کی روشنی اور حرارت ہم تک زہرہ کی نسبت ۲ منٹ دیر سے پہنچتی ہے۔ (زمین پر سورج کی روشنی ۸ منٹ میں پہنچتی ہے) اس کا حجم اور ساخت زمین سے مماثل ہے لیکن مدار کا فرق ہی اصل میں اہم ہے۔ بظاہر نظام شمسی کے اوائل میں زہرہ پر درجہ حرارت زمین سے ذرا سا زیادہ گرم تھا اور وہاں شاید سمندر بھی تھے۔ لیکن چند ڈگری کی اضافی حدت سے زہرہ پر پانی نہ رک سکا اور بخارات کی شکل میں اُڑ گیا اور زہرہ کا کرہ ہوائی تباہ ہو گیا۔ ہائیڈروجن کے ایٹم خلاء میں نکل گئے اور آکسیجن نے کاربن سے مل کر کاربن ڈائی آکسائیڈ کی فضا بنائی جو سبز مکانی گیس ہے۔ یہاں سے زہرہ کی تباہی شروع ہو گئی۔ کبھی سائنسدانوں کا خیال تھا کہ زہرہ پر گہرے بادلوں کے نیچے حیات ہو سکتی ہے۔ مگر اب سب جانتے ہیں کہ زہرہ کا درجہ حرارت اتنا زیادہ ہے کہ کوئی بھی جاندار وہاں زندہ نہیں رہ پائے گا۔ زہرہ کی سطح کا درجہ حرارت ۴۷۰ ڈگری ہے۔ اس حدت پر سیسہ بھی پگھل جاتا ہے۔ اس کی سطح پر ہوا کا دباؤ زمین سے ۹۰ گنا زیادہ ہے جو انسانی جسم کے لیے برداشت کرنا ناممکن ہے۔ ہماری موجودہ ٹیکنالوجی کے مطابق ایسے خلائی لباس یا خلائی جہاز بنانا ممکن نہیں جو زہرہ پر اتر سکیں۔ زہرہ کی سطح کے بارے میں ہماری معلومات دور سے لیے گئے ریڈار کے مطالعے پر مشتمل ہیں یا پھر ۱۹۷۲ء میں زہرہ کی سطح پر اترنے والے روسی خلائی جہاز کے چند مشاہدات ہیں جو سطح پر اترنے کے ایک گھنٹے کے اندر ہمیشہ کے لیے بیکار ہو گیا تھا۔ جب آپ سورج سے روشنی کی رفتار کے حساب سے دو منٹ قریب ہوں تو مندرجہ بالا صورت بنے گی۔ جتنے سورج سے دور ہوتے جائیں، مسئلہ گرمی کی بجائے ٹھنڈ کا بن جاتا ہے۔ مریخ یخ بستہ سیارہ ہے۔ کبھی مریخ پر بھی موسم مناسب حد تک گرم ہوتا تھا لیکن اپنا کرہ ہوائی کھو دینے کے بعد یہ محض ایک یخ بستہ اور بیکار سیارہ بن چکا ہے۔ تاہم زہرہ کی سطح سے ۵۰ کلومیٹر اوپر فضا زمین جیسی ہے۔ سائنسدان اس فضا میں آباد ہونے کے متعلق سوچ رہے ہیں۔

تاہم سورج سے فاصلہ ہی اہم نہیں، ورنہ تو چاند پر بھی جنگلات ہوتے۔ ہمارے سیارے زمین کا اندرونی حصہ پگھلے ہوئے مادے پر مشتمل ہے۔ تاہم مرکزے میں گردش کرتے ہوئے میگما کے بغیر زمین پر حیات ممکن نہیں تھی۔ دیگر باتوں کے علاوہ یہ بات بھی اہم ہے اسی میگما سے نکل کر قشر ارض تک پہنچنے والی گیسوں نے ہماری زمین کے کرہ فضائی کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ یہی کرہ فضائی ہمیں کاسمک تابکاری سے بچاتا ہے۔ اس کے علاوہ پلیٹ ٹیکٹانکس بھی اسی کی وجہ سے ہیں جس سے زمین کی سطح مسلسل بدلتی رہتی ہے۔ اگر زمین بالکل مسطح ہوتی تو ہر جگہ پانی کی بلندی چار کلومیٹر ہوتی۔ سمندر میں تو زندگی ممکن ہوتی لیکن انسان فٹ بال نہ کھیل سکتے۔ مفید مرکزے کے علاوہ بھی ہمیں درست عناصر کی درست مقدار درکار ہوتی ہے۔ لغوی معنوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم بالکل ٹھیک عناصر سے بنے ہوئے ہیں۔

(بیل برائسن کی کتاب A Short History of Nearly Everything سے ماخوذ۔ پیشوا انٹرنیشنل میگزین ڈیسک)

ہومیو پیتھک نُسخہ جات

اولاد نہ ہونا،بانجھ پن:(Sterility)

اس مرض کے چند بنیادی اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

رحم نہ ہونا یا بہت چھوٹا ہونا، رحم وخصیۃ الرحم میں پیدائشی نقص ہونا ،رحم کی گردن یا منہ بند ہونا یا بہت تنگ ہونا ،رحم کا ٹل جانا یا جُھک جانا یا باہر نکل آنا، رحم کی رسولی، ورم رحم، فتور حیض، لیکوریا یعنی سیلان الرحم، اندام نہانی کی سوزش یا بند ہو جانا، آتشک اور سوزاک بھی اس مرض کا سبب ہو سکتے ہیں۔کم عمری کی شادی، عیّاشی کی زندگی بسر کرنا، بکثرت شراب نوشی کرنا، مرغن کھانے کھانا اور ورزش نہ کرنا بھی بانجھ پن کے اسباب ہو سکتے ہیں۔میاں بیوی کا ایک دوسرے سے نفرت اور ایک دوسرے سے تعاون نہ کرنا بھی بانجھ پن کا سبب ہوتا ہے۔

عام طور پر ایسی خواتین جن کے ہاں کچھ عرصہ تک اولاد پیدا نہ ہو تو اُن سے معاشرہ بہتر سلوک نہیں کرتا۔برصغیر پاک وہند میں تو بے اولاد عورت کو منحوس خیال کیا جاتا ہے۔ایسے لوگوں کو خُدا سے ڈرنا چاہیے۔اولاد دینے یا نہ دینے کا اختیار صرف اور صرف خُدا کے پاس ہے۔ایسی بے اولاد خواتین سے نفرت کرنا یا دھتکارنا خُدا تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا ہے جو تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے۔مایوسی گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج بھی پیدا فرمایا ہے دُعا اور مناسب علاج سے بیماریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔انسان کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ تمام اسباب سے مستفید ہو اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے وہ اگر چاہے گا تو شفا دے گا اور اگر چاہے گا تو صبر کا انعام دے گا۔

علاج

اگر رحم کے اپنی جگہ سے ٹل جانے (Displacement of the Uterus) کی وجہ سے حمل نہ ٹھہرے تو Natrum Phos حائل رکاوٹ دور کر سکتی ہے۔

اگر بانجھ پن کا تعلق بہت زیادہ بہنے والے لیکوریا سے ہو۔

Borax 30 or 200

دائمی بانجھ پن میں Natrum Carb مفید ہے۔

بانجھ پن میں Pulsatilla, Ashoka Q اور Gossypium Q اگر ان دواؤں سے علامتوں کے مطابق علاج کیا جائے تو بہترین دوائیں ثابت ہوتی ہیں۔

ہومیو فزیشن محترم رانا محمد حسن صاحب کی کتاب ''**خزینۃ الشفاء**'' کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔اس کتاب کے تین سو سترّ صفحات میں تقریباً تمام بیماریوں کا ہومیو پیتھک علاج بیان کیا گیا ہے۔اسی طرح خواتین کیلئے ایک سو باون صفحات پر مشتمل کتاب '**امراضِ خواتین**' بھی شائع ہو چکی ہے۔اس کتاب میں خواتین کے مخصوص امراض اور اُن کا ہومیو پیتھک علاج تجویز کیا گیا ہے۔کتب کے حصول کیلئے فون کریں۔

Mob.07792998973 Tel. 020.36747909

E-mail. peshwltd@gmail.com

اگر زود حسی کی وجہ سے اولاد نہ ہو تو Kali Phos اور Phosphorus مفید ہیں۔

اسقاط کے خطرہ کو روکنے کے لیے Caulophylum 200 ہفتہ میں دو بار چند ماہ تک استعمال کریں اور اس کے ساتھ Sabina 30 روزانہ ایک بار۔

بعض عورتوں کے بیضۃ الرحم میں چھوٹی چھوٹی گانٹھیں سی بن جاتی ہوں جن کی وجہ سے حمل نہ ٹھہرے تو Sabina 30 سے مکمل شفا ہو سکتی ہے اور حمل بھی ٹھہر سکتا ہے۔

عورتیں اعصاب کی زود حسی کی وجہ سے اولاد سے محروم ہوں تو Phosphorus اور Kali phos مفید ثابت ہوتی ہیں۔ اعصاب کی زود حسی براہِ راست بانجھ نہیں بناتی لیکن خلیوں میں بننے والے جرثوموں کی تکمیل نہیں ہوتی۔

بچہ دانی چھوٹی ہونے کی وجہ سے اولاد نہ ہو تو Silicea ,Kali Phos اور Calc.Phos ملا کر 6x طاقت میں روزانہ تین چار بار دینا مفید ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر یوٹرس میں غدود ہونے کی وجہ سے حمل نہ ہو تو Lachesis 200 اور Arnica 200 ملا کر دن میں ایک بار تین دن تک بعد میں ہفتے میں دو بار اور ساتھ Silicea,Calc.Flour ملا کر ۶ ایکس طاقت میں روزانہ تین چار بار۔ اور اگر یوٹرس کا منہ تنگ ہونے کی وجہ سے اولاد نہ ہو تو Silicea، Calc.Flour، Kali Phos، Kalc.Phos اور Ferum Phos ملا کر 6x طاقت میں روزانہ تین بار دینا مفید ہے۔ لمبا عرصہ استعمال کرنا ہو تو وقفے ڈال کر لینا چاہیے۔ اگر یوٹرس میں گلٹی یا رسولی ہو تو مندرجہ ذیل نسخہ جات مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

۱۔ Thuja 200 اور Bryonia 200 ملا کر پہلے تین دن روزانہ ایک بار بعد میں ہفتے میں تین بار اور اس کے ساتھ Silicea، Kalc.Phos,Ferrum Phos اور Kali phos 6x ملا کر دن میں تین بار۔

۲۔ Sulphur 200 اور Bryonia 200 ملا کر پہلے تین دن روزانہ ایک بار بعد میں ہفتے میں دو بار اور ساتھ Belladonna، Podophylum اور Caulophylum ملا کر 200 طاقت میں ہفتے میں دو بار اور ساتھ Silicea، Kali Mur اور Calc.Flour ملا کر 6 ایکس میں دن میں تین بار لینا مفید ثابت ہوتا ہے۔

اٹھرا کے لیے Sepia 30 روزانہ دو بار اور Kali Phos 1000 مہینہ میں ایک بار۔

جب حمل ٹھہر جائے تو Ferrum Phos+Kali Phos+Calc.Phos=6x

Calc.Phos+Silicea+Ferrum Phos+Kali Phos=6 حاملہ خواتین کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا بہترین نُسخہ ہے مسلسل استعمال نہ کریں۔

(مزید راہنمائی کے لیے پیشوا کلینک سے رجوع فرمائیں)

اہم اعلان

پیشوا میں ہومیو پیتھک و دیسی نسخہ جات شائع کرنے کا مقصد خدمت خلق اور قارئین کو علاج بالمثل کے فوائد سے آگاہ کرنا ہے۔ کسی بھی ہومیو پیتھک نسخہ یا دیسی ٹوٹکے کو استعمال کرنے سے پہلے کسی مستند ہومیو فزیشن یا حکیم سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ بغیر مشورہ کے نسخہ استعمال کرنا نقصان کا باعث بھی ہو سکتا ہے جس کا ادارہ پیشوا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ (ایڈیٹر۔ رسالہ پیشوا انٹرنیشنل)

سونف اور صحت

تحریر۔ عبدالحق شاکر۔ لندن

انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی گنتی شروع کرے تو یقیناً اُسکی پوری زندگی ختم ہو جائے گی لیکن وہ گن نہیں پائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی ایسی صحت بخش غذاؤں سے نوازا ہے جنہیں کھا کر وہ اپنا علاج خود کر سکتا ہے۔ موجودہ دور کی جدید ادویات سے وقتی فائدہ تو حاصل ہو سکتا ہے لیکن مستقل فوائد ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔ لیکن جو جڑی بوٹیاں اور پھل، پھول، پودے وغیرہ اللہ نے انسان کو بطور نعمت عطاء کئے ہیں اُن سے نہ صرف علاج ممکن ہے بلکہ مستقل اور دائمی علاج بھی ممکن ہے۔

یہ تحریر اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نعمت ''سونف'' کے بارہ میں ہے جس کا تعلق انسان کی بُنیادی صحت یعنی نظامِ انہضام سے ہے۔ سونف پاک وہند، جاپان، ہانگ کانگ، مالٹا اور وسطی یورپ میں پائی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی دو اقسام ہیں ایک بستانی اور دوسری جنگلی۔ بستانی سونف اُگائی جاتی ہے اور دوسری خود بخود جنگلوں میں اُگتی ہے۔ سونف کے عرقیات اور روغنیات نکالے جاتے ہیں جن کے بے شمار فوائد ہیں۔

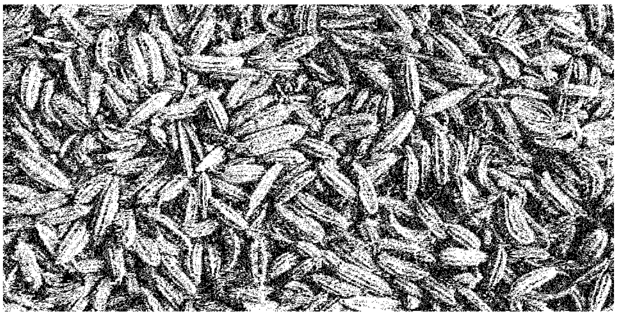

سونف کا مزاج گرم اور خشک ہوتا ہے۔ سونف ایک خوشبودار بیج ہے۔ جس کو ہم مختلف کھانوں میں استعمال کرتے ہیں۔ جس کے استعمال سے ہمارے کھانے بھی خوشبودار بن جاتے ہیں۔ دراصل یہ ایک ترکاری جسے ہم سویا کا نام دیتے ہیں اس کا بیج ہے۔ سویا کی پتیاں پکانے کے کام آتی ہیں۔ قدیم یونانی لوگ اس کا استعمال بہت زیادہ کرتے تھے۔ لیکن جدید دور میں ابھی ہم اس کے فوائد سے انکار نہیں کر سکتے۔ ایک مغربی محقق کی تحقیق کے مطابق سونف آلات بول، گردے مثانے کے ورم دور کرتی ہے اور گردے میں پتھری نہیں بننے دیتی۔ اس کے استعمال سے ماؤں کا دودھ بڑھ جاتا ہے۔ سونف زنانہ ہارمون ایسٹروجن کو بھی کنٹرول کرتی ہے۔ سونف کھانا جلد ہضم کرنے میں بہت مددگار ہے۔ اکثر ہاضمہ کے مریض کھانے کے بعد ایک چھوٹا چمچ سونف کھاتے ہیں جس سے اُنہیں افاقہ ہوتا ہے۔ سونف پیٹ کے درد میں مفید ہے اس کے کھانے سے پیٹ کی صفائی بھی ہوتی ہے۔ سونف بھوک بھی بڑھاتی ہے۔ اس کے علاوہ بینائی کو تیز کرتی ہے۔ موٹاپے کو کم کرنے میں مدد کرتی ہے۔ زکام کی صورت میں سونف کے ساتھ لونگ پانی میں ابال کر پیا جائے تو بہت مفید ہے۔ کان کے درد میں روغن سونف نیم گرم کر کے کان میں ڈالنے سے آرام ملتا ہے۔ سونف کا جوشاندہ پیٹ کے مروڑ، ریاح اور قبض کو ختم کرتا ہے۔ عرق سونف جوڑوں کے دردوں اور سوجن میں بھی مفید ہے۔ موٹاپے کا شکار عورتیں روغن سونف کو متاثرہ جگہ پر مالش کریں جس سے چربی کم ہوگی۔ بہرہ پن اور کانوں کے زخموں میں اس کا استعمال فائدہ مند ہے۔ کمزوری دماغ میں سونف کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ سینے کی جلن میں بھی سونف کا استعمال فائدہ دیتا ہے۔ البتہ چند لحاظ سے سونف کے استعمال میں احتیاطی تدابیر بھی درکار ہیں۔ مثلاً حاملہ عورتوں کے لئے سونف کا استعمال انتہائی خطرناک ہے۔ ۴ سال سے کم عمر بچوں کو روغن سونف استعمال نہیں کروانا چاہئے۔ مرگی کے مریض بھی اس سے اجتناب کریں۔ سونف کی پتیاں زیادہ مقدار میں استعمال نہیں کرنی چاہئیں اس سے نشہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحت والی فعال لمبی زندگی دے۔

RH CATERERS

Our Chefs are dedicated to creating Authentic Dishes.Our Menus offer a wide variety of dishes originating from all parts of the Indian & Pakistani. Sub Continent.We can offer a range of Catering Options such as a sit down Silver Service,a simple Buffet,Multi dish or Karahi Stand service.We are able to cater for any number of guests & our specialized MENUS can be accommodated in any Venue and any budget.A bespoke tailor made Menu can be made upon request.

The Complete Catering & wedding package consists of all the necessaries ensuring that you will have the most successful event:

Our Gold pakage includes

☆ Authentic Asian Catering
☆Welcome Drinks Reception (Exotic Fresh Juices)
☆Unlimited Soft Drinks & Juices Throughout the day
☆Cutlery Crockery & Glassware
☆Linen Tableclothes & Napkins
☆ Professional Uniformed Waitress Staff
☆Event Manager & Wedding coordinator
☆All Serving Utensils
☆Chefs ansite
☆Kitchen Staff & Porters
☆ Complete Peace of mind

For further assistance please contact: Tel : 02036747909 Mob: 07792998973

2 london Road, SM4 5BQ;Morden,surrey.

شرک سب سے بڑا گناہ

(تحریر: شگفتہ حسن صاحبہ۔لندن)

بتوں سے تجھ کو امیدیں ، خُدا سے نو میدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

شرک کیا ھے؟

سب سے پہلے دیکھتے ہیں کہ شرک ہے کیا؟ جناب جاوید احمد غامدی صاحب فرماتے ہیں:۔

''یہ شرک کیا ہے؟ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے تو قرآن اپنی اصطلاح میں اُسے شرک سے تعبیر کرتا ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو خُدا کی ذات سے یا خُدا کو اس کی ذات سے سمجھا جائے یا خلق میں یا مخلوقات کی تدبیر امدد میں کسی کا کوئی حصہ مانا جائے اور اس طرح کسی نہ کسی درجے میں اُسے خُدا کا ہمسر بنا دیا جائے۔پہلی صورت کی مثال سیدنا مسیحؑ ،سیدہ مریم اور فرشتوں کے بارے میں عیسائیوں اور مُشرکین عرب کے عقائد ہیں۔اور صوفیوں کا عقیدہ وحدت الوجود بھی اسی قبیل سے ہے۔

دوسری صورت کی مثال ہندوؤں میں برہما، وشنو، شیو اور مسلمانوں میں غوث، قطب، ابدال، داتا اور غریب نواز جیسی ہستیوں کا عقیدہ ہے۔ارواح خبیثہ، نجوم، کواکب اور شیاطین کے تصرفات پر ایمان کو بھی اس ذیل میں سمجھنا چاہیے۔ان ہستیوں سے استمداد پر مبنی تعویز، گنڈوں میں بھی یہی نجاست ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کی جھاڑ پھونک، گنڈے اور میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کے تعویز، سب شرک ہیں۔''

(میزان از غامدی صفحہ ۲۰۶، ۲۰۸ (حدیث ابوداؤد در ۳۸۸۳)

اور اللہ تعالیٰ ان شرکیہ رسومات اور ان انسانوں کے متعلق فرماتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر قرار دے کر انہیں پوجا جاتا ہے:۔

''وہ بہت بالا ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔'' (سورۃ النحل آیت ۲)

''کیا وہ اسے شریک بناتے ہیں جو کچھ پیدا نہیں کر سکتا بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔اور وہ ان کی کسی قسم کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور وہ تو خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔یقیناً وہ لوگ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمہاری ہی طرح کے انسان ہیں۔پس تم انہیں پکارتے رہو۔پس چاہیے کہ وہ تمہیں جواب تو دیں اگر تم سچے ہو۔اور وہ لوگ جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کی کوئی طاقت نہیں رکھتے اور نہ وہ خود اپنی مدد کر سکتے ہیں۔''

(سورۃ الاعراف آیات ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۵، ۱۹۸)

مولانا مودودی صاحب مسلمانوں خصوصاً برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں رائج مشرکانہ رسومات کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''مشرکانہ پوجا پاٹ کی جگہ، فاتحہ، زیارت، نیاز، نذر، عُرس، صندل، چڑھاوے، نشانِ علم، تعزیے اور اس قسم کے دوسرے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیف کر لی گئی ہے۔

دوسری طرف بغیر کسی علمی ثبوت کے ان بزرگوں کی ولادت، وفات، ظہور، کشف، کرامت، خوارق، اختیارات و تصرفات اور اللہ کے ہاں ان کے تقرب کی کیفیت کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہوگئی جو بُت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا کھا سکتی ہے۔تیسری استمدادِ رُوحانی اور کتاب فیض وغیرہ کے خوشنما پردوں اور وہ تمام معاملات جو اللہ اور بندوں کے درمیان ہیں ان بزرگوں سے متعلق ہوگئے۔''

(تجدید و احیائے دین از مودودی صفحہ ۱۹، ۲۰)

غامدی صاحب اور مولانا مودودی صاحب نے بڑی تفصیل سے عصر حاضر میں کی جانے والی مشرکانہ رسومات کو بیان کیا۔مگر

مکمل تفصیل نہیں ہے۔اس تفصیل میں جھوٹ جیسے خبیث بت کا ذکر نہیں ہے۔بہت سے مسلمان شاید مولانا حضرات کی بیان کردہ مشرکانہ رسومات نہ بجالاتے ہوں مگر جھوٹ جیسے لعنتی بت کی پوجا اکثریت کا محبوب مشغلہ ہے ۔مال،رزق، علم، عقل، عہدہ،سفارش جیسے شیطانی اعمال وحرکات کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے معبودان باطلہ مسلمانوں کی بربادحالی کی وجہ ہیں۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شرک کوسب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:''اور ہلاکت ہوشرک کرنے والوں کے لیے۔''(حٰم السجدہ آیت ۷)اللہ تعالیٰ ہمارے حبیب آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

''پس خوب کھول کر بیان کر جوتمہیں حکم دیا جاتا ہے اور شرک کرنے والوں سے اعراض کر۔'' (سورۃ الحجر آیت ۹۵)

شرک ایسا گناہ ہے جس کے لیے مذہب اسلام میں کوئی جگہ نہیں، حیرت اس وقت ہوتی ہے جب مذہب اسلام کے نام پر شرک کیا جاتا ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے:۔

''اور حج اکبر کے دن سب لوگوں کے سامنے اللہ اور اس کے رسول کی طرف اعلان کیا جاتا ہے کہ اللہ مشرکین سے کلیۃً بیزار ہے اور اس کا رسول بھی۔ (سورۃ التوبہ آیت ۳)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

''اور (اللہ کی طرف) ہمیشہ مائل رہتے ہوئے اپنی توجہ دین پر مرکوز رکھ اور تو ہرگز مشرکوں میں سے نہ بن۔'' (سورۃ یونس آیت ۱۰۶)

''اور یقیناً تیری طرف اور ان کی طرف بھی جو تجھ سے پہلے تھے وحی کی جا چکی ہے کہ اگر تُو نے شرک کیا تو ضرور تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور ضرور تُو گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔''

(سورۃ الزمر آیت ۶۶)

ہمارے حبیب آقا کو ہر قسم کے شرک سے نفرت تھی۔آپ ﷺ بچپن ہی سے عربوں کی بت پرستی سے دور رہتے تھے۔رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرنے والوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کا پیشوا ہر قسم کے شرک سے کلیتاً بیزار تھا۔حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں میرے محبوب نبی کریم ﷺ نے وصیت کی ہے کہ''اللہ کے ساتھ ذرا برابر شرک نہ کرنا، چاہے تجھے جلا دیا جائے یا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔'' (ابن ماجہ جلد۲ حدیث نمبر۱۸۳۳)

حضرت عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:۔

''سرتا پا غیر بلا کسی قسم کے شرک کے جب تک تیرے قلب میں اللہ کے سوا کوئی ایک بھی ہوگا اس کو ہرگز فلاح نصیب نہ ہو گی۔گرتُو اس کو ہزار سال بھی چنگاری پر سجدہ کرتا رہے درانحالیکہ تیرا قلب اسکے غیر کی طرف متوجہ ہوتو یہ تجھ کو کچھ بھی نفع نہ دے گا اس کا کچھ نتیجہ نہیں جبکہ وہ اپنے مولیٰ کے سوا کسی کو محبوب سمجھتا ہو۔جب تک تُو سب کو معدوم نہ کر دے گا اس کی محبت سے بہرہ یاب نہ ہوگا۔دنیا کی چیزوں میں تیرا بے رغبتی،اور زہد ظاہر کرنا تجھ کو کیا مفید ہوسکتا ہے جبکہ تُو اپنے قلب سے ان پر متوجہ ہے کیا تُو نہیں جانتا کہ اللہ باخبر ہے ان باتوں سے جو دنیا جہان کے سینوں میں ہیں تجھے شرم نہیں آتی زبان سے تُو کہتا ہے کہ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور تیرے قلب میں غیر اللہ محفوظ ہے۔''

(فیوض یزدانی۔ مترجم۔صفحہ نمبر۸۴،۸۵ مجلس نمبر۱۱)

معزز قارئین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ''جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہو جاتا ہے۔''(سورۃ الطلاق آیت ۴)

ایک برگزیدہ بزرگ فرماتے ہیں:۔

''اصل گناہ شرک ہے اور جو کوئی شرک سے یعنی مال اور رزق اور علم اور عقل اور اعمال اور نفس اور بت اور شیطان اور دوسرے معبودوں سے بیزار ہو کر صرف خدا ہی کو اپنا خدا جانے اور اُس کے فضل کا منتظر رہے تو وہ بے شک رستگار ہو کر جنّت میں جائے گا۔انشاء اللہ۔''۔۔۔معزز قارئین! اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے شرک سے بچائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔آمین۔

زیارت ارضِ مقدس (قسط اوّل)

تحریر و تحقیق: چوہدری ناز احمد ناصر

بچپن میں ’’**بیت المقدس**‘‘ کے بارہ میں کتابوں میں پڑھا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ شروع شروع میں نمازیں ’’**بیت المقدس**‘‘ کی طرف منہ کر کے ادا فرماتے تھے، ’’**ارض مقدس**‘‘ کو دیکھنے کا شوق تھا تا اپنی آنکھوں سے مقامات مقدسہ دیکھوں، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام انبیاء مبعوث ہوئے، جہاں موجود سنہری گنبد ہر مسلمان کے لئے کشش رکھتی ہیں۔ان میں بہت ساری جگہیں یروشلم کے پرانے حصہ میں ہی ہیں جب کہ بعض تاریخی اور مذہبی مقامات ارض مقدس کے دوسرے علاقوں میں بھی موجود ہیں۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بھتیجے، حضرت لوط علیہ السلام نے اس بابرکت سرزمین فلسطین بیت المقدس کی طرف ہجرت کی تھی، تقریباً 600 سال بعد اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو قوم فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر اس بابرکت سرزمین میں جگہ دی۔یوں تو فلسطین کی ساری زمین ہی ’’**ارض مقدس**‘‘ ہے، لیکن ’’یروشلم‘‘ کے مرکزی حصہ کو ہی **قبلہ اول ر (اُولیٰ)** کہا جاتا ہے، جہاں مختلف انبیاء، حضرت ابراہیم علیہ السلام تا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ان میں سے بعض کی قبریں مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام یروشلم کے قریب شہر ہیبرون (Hebron) ’’**الخلیل**‘‘ میں محفوظ ہیں۔بعض کے نزدیک Mediterranian سمندر اور دریائے اردن کے درمیان کا علاقہ تینوں بڑے مذاہب، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے نزدیک متبرک علاقہ (**ارض مقدس**) کہلاتا ہے، جس کو فلسطین بھی کہتے ہیں۔

’’**یروشلم**‘‘ کے معنی **امن** کے ہیں۔لیکن یہ تینوں بڑے مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور مسلمان) اس جگہ پر قبضہ کرنے کے لئے جنگ و جدال کرتے رہتے ہیں تاکہ وہ اس ’’ارض مقدس‘‘ کو اپنے کنٹرول میں لے آئیں، لیکن خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ ’’**ارض مقدس کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے**‘‘، پہلے بھی مسلمانوں کے حق میں پورا ہو چکا ہے اور اسلام کے دوسرے خلیفہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہی مسلمان اس پر قابض ہو گئے تھے اور بڑے لمبے عرصے تک ’’ارض مقدس‘‘ مسلمانوں کے پاس ہی رہی۔مسلمانوں کے قبضہ کے دوران یہاں مکمل امن و امان قائم رہا۔یہودیوں کو جب شام اور سپین کے علاقہ میں تکلیفیں دی جاتیں تو مسلمانوں کے پاس ’’ارض مقدس‘‘ میں ہی پناہ لیا

کرتے تھے۔اب حضرت امام مہدی علیہ السلام جن کا کام امن کا پرچار ہے کے ذریعہ ہی ’’ارض مقدس‘‘ مسلمانوں کو ملے گی۔انشاء اللہ۔

یروشلم کی تاریخ بہت پرانی ہے، یہ شہر کئی دفعہ بیرونی حملوں اور زلزلوں کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہوا اور دوبارہ تعمیر ہوا۔بابل کے بادشاہ بخت نصر (586 ق۔م) کے حملے میں اسرائیلیوں کے بارہ قبائل (حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد) میں سے دس قبائل کو یہاں سے نکال دیا گیا، جو بعد میں شام، عراق، افغانستان اور کشمیر کے علاقوں میں آباد ہوئے۔بعض روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی واقع صلیب کے بعد ان گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں ان علاقوں میں تشریف لے گئے اور ہر علاقہ میں لوگوں نے آپ کو قبول کیا اور آپ پر ایمان لائے۔بالآخر آپ کشمیر پہنچے جہاں 120 سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور سری نگر، کشمیر میں ان کی آخری آرام گاہ ہے۔

بائبل میں بھی ارض مقدس کے بارہ میں کئی پیشگوئیاں ہیں، ان میں سے کچھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

1. Those who are blessed by the Lord will possess the land, but those who are cursed by Him will be driven out (Psalm 37:22).
2. Turn away from evil and do good,and your descendants will always live in the land;----for the Lord loves what is right

and does not abandon His faithful people (Psalm 37:27-28).

3. The righteous will possess the land and live in it forever (Psalm 37:29).

ارض مقدس (فلسطین) کے ''عباد الصالحین،، کے وارث ہونے کے متعلق قرآن میں وعدہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک قرآن مجید میں ''ارض مقدس،، کے متعلق فرماتا ہے کہ'' یٰقَوۡمِ ادۡخُلُوا الۡاَرۡضَ الۡمُقَدَّسَةَ الَّتِیۡ کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمۡ ۔''یعنی''اے میری قوم (قومِ موسیٰ) تم اس پاک کی ہوئی زمین میں داخل ہوجاؤ، جواللہ نے تمہارے لئے لکھ رکھی ہے۔'' (سورۃ مائدہ 5:32) اسی طرح فرمایا:''وَ لَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ'' ،یعنی''ہم نے زبور میں یہ لکھ چھوڑا ہے کہ ارض مقدس کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔'' (سورۃ الانبیاء:21،آیت106)

دیوار گریاں۔Wailing Wall: یہودیوں کے

یہاں ہیکل سلیمانی کی باقیات میں سے مغربی حصہ کی صرف ایک دیوار باقی ہے، جسے دیوار گریاں اور Wailing Wall بھی کہتے ہیں۔ یہ دیوار مسجد اقصیٰ سے دائیں طرف ہے اور مسجد کی سطح سے زیریں حصہ میں ہے۔ مغربی دیوار کی تاریخ کچھ اس طرح ہے کہ 20 قبل مسیح میں کنگ ھیرودس (King Herod) نے ٹمپل کے احاطے کی توسیع کے دوران اسے Temple Mount کی مغربی دیوار کے طور پر بنوایا جس پر 11 سال لگے۔ 70ء میں رومیوں (Romans) نے یروشلم اور ٹمپل کو تباہ کر دیا۔ 16ویں صدی کے شروع میں ترکوں (Ottoman Empire) کے دور میں یہ یہودیوں کی نمایاں زیارت گاہ بن گئی۔ صدیوں تک یہ دیوار ایک 12 فٹ چوڑی جگہ رہی، جس میں مشکل سے چند سو زائرین سما سکتے تھے۔ 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اسرائیلوں نے نزدیک کے عرب علاقے کو مسمار کر کے اسے Western Wall Plaza (کھلی جگہ) بنا دیا، اسی طرح دیوار کو 6-1/2 فٹ بلند بنا دیا۔ یہاں اب ہزاروں کے حساب سے زائرین سما سکتے ہیں۔ یہاں پر یہودی روزانہ کی عبادت کے علاوہ ہفتہ کی عبادت (Sabbath)، بعض سپیشل تہوار Bar اور Bat Mitzvah بھی مناتے ہیں، اسی طرح Tisha B'Av تہوار (جولائی واگست) منایا جاتا ہے، جس میں روزہ رکھ کر زائرین رعبادت کرنے والے نیچے بیٹھ کر کتاب (تورات) کو پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔ دوسرے زائرین بھی اس جگہ پر جاسکتے ہیں لیکن ان کو سر پر ہیٹ اور عورتوں کو سر کو ڈھانپنا پڑتا ہے۔ وقت کی کمی کے باعث ہمیں اس جگہ جانے کا موقع نہیں ملا۔

عیسائیت کے پھیلنے کے بعد بعض عیسائی بادشاہوں نے اس شہر پر قبضہ کیا اور یہودیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دینے کی ناکام کوشش پر یہودیوں پر بہت ظلم اور کشت وخون کا بازار گرم کیا اور اپنے زعم میں یہودیوں سے اس کا بدلہ لیا۔ عیسائی بادشاہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی جگہ ''بیت اللحم،،و''یروشلم'' میں ان کو صلیب پر چڑھانے کی جگہ اور شہر ناصرہ (Nazareth) میں، جہاں آپ صلیب دیئے جانے سے پہلے اور صلیب دینے کے بعد گئے، عظیم الشان چرچ (churches) بنائے ہیں۔

مسلمانوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ دوم) کے زمانہ میں یہ شہر فتح کر لیا اور ایک لمبا عرصہ ان کا اس شہر پر قبضہ رہا، اس دوران یورپ کے مختلف بادشاہوں نے علیحدہ علیحدہ اور یک جا ہو کر بھی یروشلم کو واپس لینے کی کوشش کی، ایک لمبے عرصہ تک جاری ان جنگی مہمات کو ''صلیبی جنگیں'' بھی کہتے ہیں، لیکن جب

تک مسلمان ''عبـادالصـالحین،، کا حق ادا کرتے رہے، ان سے کوئی طاقت اس شہر کو واپس لینے پر قادر نہ ہوسکی۔ مسلمانوں کے عہد میں تینوں مذاہب کے ماننے والے نہایت امن کے ساتھ اس شہر اور فلسطین میں رہتے رہے، جب یہودیوں پر شام اور سپین وغیرہ ملکوں میں عیسائیوں کی طرف سے ظلم ہوتے تھے تو وہ پناہ کے حصول کے لئے بھی مسلمانوں کے پاس فلسطین ہی آیا کرتے تھے۔

مذہبی لحاظ سے ارض مقدس کی اہمیت:

یہودی: The Bayit (ہیکل سلیمانی) حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کروایا تھا جو 586 قبل مسیح میں تباہ کر دیا گیا تھا۔ یہودیوں کے نزدیک یہ متبرک جگہ ہے، یہودی حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے، کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک نام اسرائیل بھی تھا اور اسی مناسبت سے ان کو اسرائیلی کہتے ہیں۔

اس وقت یہودیوں کا اس شہر پر بڑے لمبے عرصے کے بعد دوسری مرتبہ قبضہ ہوا ہے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل میں ہے،

جس میں یہود کے دوبارہ اکٹھے کئے جانے کا تعلق ہے۔جیسا کہ فرمایا: وَ قُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا (بنی اسرائیل 105:17) ترجمہ: اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ موعودہ سرزمین میں سکونت اختیار کرو۔ پس جب آخرت کا وعدہ آئے گا تو ہم تمہیں پھر اکٹھا کر کے لے آئیں گے۔

عیسائی: عیسائیوں کے نزدیک یہ متبرک جگہ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش یروشلم سے قریبی شہر ''**بیت اللحم**''، میں ہوئی اور یہودیوں نے انہیں یروشلم میں صلیب دی، عیسائیوں کے نزدیک ان کا دوبارہ آنا بھی یروشلم میں ہوگا، عیسائیوں نے یروشلم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دیئے جانے کی جگہ پر ایک چرچ بھی بنایا ہوا ہے۔

مسلمان: مسلمانوں کے نزدیک بھی یہ متبرک ہے، قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ۔۔۔ (المائدہ 22:5) **اے لوگو اس متبرک زمین میں داخل ہو جاؤ، جس کا اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا** ہے۔ متعدد انبیاء کا ارض مقدس میں ظہور ہوا اور سب انبیاء نے ہمیشہ امن ہی کو فروغ دیا۔

نبی کریم ﷺ بھی دعویٰ نبوت کے بعد، (مکہ کے قیام کے دوران، جو

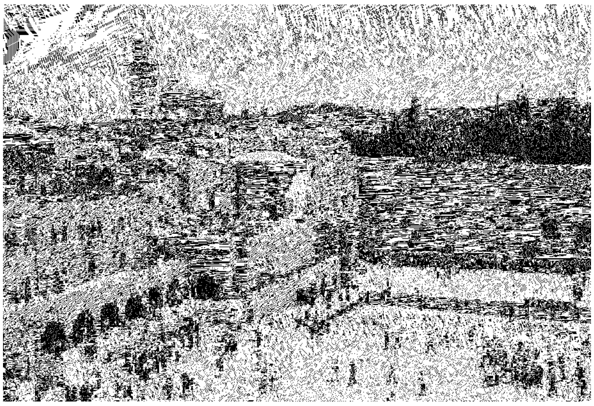

تیرہ (13) سال تک محیط تھا)، دوسرے انبیاء کی سنت کے مطابق ''ارض مقدس'' کی طرف ہی منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے، ہجرت مدینہ کے بعد بھی 16 ماہ تک اس طرف ہی منہ کر کے نمازوں کی ادائیگی فرماتے رہے۔ بیت المقدس کو ''**القدس**'' بھی کہتے ہیں، مسلمانوں کا قبلہ اول، (مسجد اقصیٰ) بھی اسی جگہ پر ہے۔ اسے یورپین زبانوں میں **یروشلم** کہتے ہیں۔ بیت المقدس سے مراد ''**مبارک گھر**''، یا ایسا گھر جس کے ذریعہ گناہوں سے پاک ہوا جاتا ہے۔ پہلی صدی عیسوی میں جب رومیوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تو انہوں نے اسے ''**ایلیا**'' کا نام دیا۔ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس کا فاصلہ تقریباً 1300 کلومیٹر ہے۔ ''بیت اللحم'' اور ''الخلیل'' اس کے جنوب میں ہیں اور ''رام اللہ'' شمال میں ہے۔ ایک پہاڑی کا نام ''کوہ صیہون'' (Zion) ہے، جس کے نام پر یہودیوں کی عالمی تحریک صیہونیت قائم کی گئی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وحی الٰہی کے مطابق مسجد بیت المقدس کی بنیاد ڈالی، جس کی وجہ سے ''بیت المقدس'' شہر آباد ہوا۔ پھر عرصہ دراز کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے مسجد اور شہر کی تعمیر کی تجدید کی گئی، اسی لئے یہود بیت المقدس کو ''ہیکل سلیمانی'' کہتے تھے۔ اس کو شاہ بابل بخت نصر نے مسمار کر دیا تھا اور وہ دس لاکھ یہودیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ عراق لے گیا، جس پر آج تک یہودی آہ و بکا کرتے ہیں۔ اس کی دوسری بار تباہی رومیوں کے ہاتھ سے ہوئی۔ رومی جرنیل ٹائٹس نے یروشلم شہر اور ہیکل سلیمانی دونوں کو مسمار کر دیا۔ 17 ہجری یعنی 639ء کے عہد میں ''مسجد اقصیٰ'' کی تعمیر عمل میں آئی اور ''صخرہ معراج'' پر ''قبۃ الصخرہ'' بنایا گیا۔

واقعہ اسراء: اسراء کا واقعہ سورۃ بنی اسرائیل: (2/17) اس طرح بیان ہوا ہے: (ترجمہ) ''پاک ہے وہ رات کے وقت اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا جس کے ماحول کو ہم نے برکت دی ہے۔ یقیناً وہ بہت سننے والا اور گہری نظر رکھنے والا ہے''۔

قرآن کریم میں رسول کریم ﷺ کے روحانی سفر کے دو واقعات بیان ہوئے ہیں، ایک کو ''اسرا'' اور دوسرے کو ''معراج''۔ اسراء کے روحانی سفر میں آپ کو فلسطین کی زیارت کروائی گئی جو ظاہری جسم پر دلالت نہیں کرتی، بلکہ روحانی زیارت مراد ہے۔ (باقی آئندہ شمارہ میں)

سہ ماہی پیشوا میں شائع ہونے والے تمام اشتہارات خلوص نیت کی بنیاد پر شائع کئے جاتے ہیں۔ قارئین اس بارے میں اطمینان کرنے کے بعد اپنی ذمہ داری پر پیش رفت کریں۔ ادارہ اس حوالے سے کسی بھی قسم کے لین دین اور نقصان کا ذمہ دار نہیں ہے۔

آوارگانِ دشتِ خار (قسط 7)

جہاں عصرِ حاضر کے مسلمانوں کی حالتِ زار دیکھ کر ہر اُس مسلمان کا دِل خُون کے آنسو رو رہا ہے جس کے بدن میں اللہ اور اُس کے رسول کی محبت خُون کی طرح دوڑ رہی ہے وہاں علماء سُوء جو اُمّت مسلمہ کو اِس نہایت دردناک صورت حال سے دوچار کرنے والے ہیں نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اصلاحِ اُمّت کے نام پر فرقہ بازی اور تکفیر بازی کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر خُون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اِن اسلام کے جھوٹے ٹھیکیداروں کی بے لگام تحریروں اور تقریروں نے جہاں کلمہ طیّبہ پڑھنے والوں کو کُفر کی بھٹی میں جھونک دیا ہے وہیں ایک دوسرے کے خُون کے پیاسے بھی بنا دیا ہے۔ کل تک یہ فرقہ بازی کے مقابلے مولانا لوگ اپنی اپنی مسجدوں میں کیا کرتے تھے یا موٹی موٹی کتابیں تحریر کی جاتی تھیں جو کُفر کے فتووں، بُرے الفاظ اور اخلاقی گراوٹ کا شاہکار ہوتی تھیں۔ اب یہ کارِ گناہ اسلام کے نام پر بنائے جانے والے ٹی وی چینلز پر بھی ہو رہا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا ان نام نہاد مولویوں کا جو اُمتِ مسلمہ کو گُھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ جو جُبے اور دستار میں ملبوس عالموں کے بھیس میں عامتہ الناس کو گُمراہ کر رہے ہیں کبھی فرقوں کے نام پر، کبھی عقیدوں کے نام پر اور کبھی سیاست کے نام پر۔ اور آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن مذہبی جنونیوں کا جو اپنی پسند کا اسلام نافذ کرنا چاہتے ہیں تا کہ انسانوں کی گردنیں مذہب کے نام پر کاٹی جا سکیں۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد اُن عوامل اور مذہبی جنونیوں کے چہرے سے نقاب اُٹھانا ہے جنکی تفسیروں اور تقریروں نے اُمّتِ مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور جن کی تفرقہ بازیوں نے کلمہ گو مسلمانوں کی اخوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ آوارگانِ دشتِ خار میں ذکر ہوگا اُن نام نہاد علماء کا، پیروں کا اور اُن نام کے مسلمانوں کا جو بد دیانتی اور ناانصافی کرتے ہیں اور دم بھرتے ہیں اسلام کا۔ آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد قطعاً کسی کا دل دکھانا مقصود نہیں ہے، صرف اور صرف اصلاح احوال کے لیے کوشش کرنا ہے۔

ذلیل بندر

اور تم یقیناً ان لوگوں کو جھان چکے ہو جنہوں نے تم میں سے سبت کے بارہ میں تجاوز کیا تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل بندر بن جاؤ۔　　　(سورۃ البقرہ آیت ۶۶)

یہودی شریعت میں یہودیوں کو سبت کے دن کام نہ کرنے کا پابند کیا گیا تھا۔ ہفتہ کا دن یہودیوں کے لیے کسی بھی قسم کے کاروبار اور دوسرے کام کاج سے چھٹی کا دن قرار دیا گیا مگر جب یہودی ربیوں نے اس سلسلے میں فتویٰ بازی کر کے لوگوں کو ہفتہ کے دن کام کاج کے سلسلے میں چھوٹ دے دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل بندر بنا دیا۔ یعنی انہیں ذلیل بندروں کی طرح ذلیل کر دیا۔ نچا کر یا تماشا دکھا کر بندروں کو ذلیل ہی کیا جاتا ہے۔

جس طرح یہودی ربّیوں کو ذلیل کیا گیا تھا اسی طرح کی ذلت سے آخری دور کے مولویوں اور ان کے ساتھیوں کو دو چار ہونا ہے۔ اس کی وجہ بھی فتویٰ بازی اور شریعت کی نافرمانی ہی ہے۔

بے شمار نام نہاد مولوی رنگ برنگے جبہ و دستار میں ملبوس اور عجیب وغریب حلیے میں خود کو عالم دین ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی کوشش ایسے ہی ہے جیسے بندر انسانوں کی نقل اتارتا ہے اور رہتا بندر ہی ہے۔ سؤر جیسی گندی حرکات کرنے والے بھی ان میں بکثرت موجود ہیں۔

عام پبلک میں بھی بندر و خنزیر اور بعض دوسرے جانوروں کی شکلوں اور کرتوتوں کو اپنانے والے موجود ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ابن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے حوالے سے ''کمالات عزیزی'' میں ایک روایت درج ہے۔ لکھا ہے:۔

جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب جو واسطے نماز جمعہ کے جامع مسجد میں تشریف لے جاتے تو عمامہ آنکھوں پر رکھ لیتے، شیخ فصیح الدین نامی جو اکثر حضور میں رہتے تھے انہوں نے عرض کیا حضرت اس کی کیا وجہ ہے جو آپ اس طرح رہتے ہیں۔ آپ نے اپنی کلاہ اتار کر ان کے سر پر رکھ دی، فوراً ہی بے ہوش ہوگئے جب دیر میں آفاقہ ہوا، عرض کیا کہ سو سوا سو کی شکل آدمی کی باقی کوئی ریچھ اور کوئی بندر اور کوئی خنزیر کی شکل تھا اور اس وقت مسجد میں پانچ چھ ہزار آدمی تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ مَیں کس کی طرف دیکھوں، اسی باعث نہیں دیکھتا۔

(کمالات عزیزی صفحہ ۲۱۔۲۲ روایت نمبر ۳۵ مُرتبہ۔ مولوی ظہیر الدین ولی اللّٰہی۔ نبیرہ۔ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ ناشر۔ دارالاشاعت۔ اردو بازا کراچی۔)

معزز قارئین! مولانا شاہ عبدالعزیز (۱۷۴۶ء تا ۱۸۲۳ء) کا یہ واقع انیسویں صدی یعنی تیرہویں صدی ہجری کے آغاز کا ہے۔ اگر شاہ صاحب جیسے لوگ آج کل بھی ہوں تو نجانے کوئی انسان انہیں نظر آتا بھی ہے یا نہیں۔ اگر نظر آ جائے تو نسبت کیا ہوگی۔ دس میں ۲ یا ۱؟

منافق کی مثال

وہ نام نہاد مولوی اور نام نہاد مسلمان جو اپنے شیطانی ایجنڈے کے لیے مذہب اسلام کو استعمال کرتے ہیں ان کے متعلق خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے:۔

''منافق کی مثال اُس بکری کی طرح ہے جو نر کی تلاش میں دو ریوڑوں کے درمیان بھاگتی پھرتی ہے، کبھی اِس ریوڑ اور کبھی اُس ریوڑ کی جانب ہوتی ہے۔''

(اس حدیث کو ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔ مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۶۰ حدیث نمبر ۵۷۔ صحیح مسلم)

جو جھوٹ بولے، وعدہ خلافی کرے اور امانت میں خیانت کرے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ منافق ہے۔ یہ نام نہاد مولویوں کا نفاق ہی ہے جس کی وجہ سے امت انتشار کا شکار ہے۔ کیا یہ منافقت نہیں کہ اسلام کے نام پر فرقہ واریت کی جائے؟ منحوس و لعنتی فرقہ واریت ہی ہے جس نے اتحاد جیسی قیمتی مالا توڑی ہے۔ نام نہاد مولوی بھی ایسی بکری کے مشابہ ہیں جو اپنی بھوک مٹانے کے لیے جائز یا ناجائز، حلال حرام کے چکر میں نہیں پڑتی۔

''قصرِ بکنگھم کا الہام''

بلاشبہ پاکستان کا یہ تخیل ''سیاسی الہام'' ہے مگر ''ربانی الہام''، نہیں ہے بلکہ ''قصرِ بکنگھم کا الہام'' ہے۔ جو ڈاکٹر اقبال کو بھی جب ہی ہوا تھا جب وہ لندن سے قریب ہی زمانہ میں واپس تشریف لائے تھے اور وہ الہام پھر دوبارہ اس وقت پھر ہوا جبکہ مسلم لیگ کا وفد جو زیرِ سرکردگی چوہدری خلیق زمان مصر اور لندن کا حج کرنے گیا تھا۔ (تحریک پاکستان پر ایک نظر از حضرت علامہ الحاج مولانا محمد حفظ الرحمان صاحب سیوہاروی ناظمِ اعلیٰ مرکزیہ جمعیۃ علماء ہند۔ صفحہ ۱۸-۱۹)

سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں

علماء سو کے متعلق ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:۔

سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائیں گے۔ لیکن علمائے دنیا پرست کبھی ایک جا اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ کتوں کا مجمع ویسے تو خاموش رہتا ہے لیکن ادھر قصائی نے ہڈی پھینکی ادھر اُن کے پنجے تیز اور دانت زہر آلود ہو گئے۔ یہ حال ان سگان دنیا کا ہے۔ یہ ساری باتوں میں متفق ہو سکتے ہیں لیکن دنیا کی ہڈی جہاں سڑ رہی ہو وہاں پہنچ کر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے۔ ان کا سرمایہ ناز علم حق نہیں ہے جو تفرقہ مٹاتا اور اتباع سُبل متفرقہ کی جگہ ایک ہی صراط مستقیم پر چلاتا ہے بلکہ یکسر علم جدل و خلاف ہے۔ (اردو ادب۔ آزاد نمبر۔ از حسن ضیاء صفحہ ۵۲)

قائداعظم کیوں مانتے؟

سرگودھا میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن سے خطاب کے دوران جماعت اسلامی کے امیر مولانا طفیل اور مولانا غفور احمد نے کہا کہ مولانا مودودی خود قائد ہیں اس لیے وہ قائد اعظم کو اپنا قائد کیوں مانتے؟ مولانا مودودی نے قائداعظم سے بہتر دوقومی نظریہ کا نقشہ پیش کیا تھا۔ قائداعظم کا جنازہ پڑھنا ضروری نہیں تھا۔

(روزنامہ مساوات پیر ۲۷ فروری ۱۹۷۸ء)

مولانا عطاءاللہ بخاری

اختر کاشمیری صاحب نے روزنامہ امروز لاہور میں مولانا عطا اللہ بخاری کے متعلق لکھا تھا کہ:۔

''بخاری میں بیک وقت ابراہیم علیہ السلام کی رضا جوئی، اسماعیل

ضروری اعلان

آوارگانِ دشتِ خار لکھنے کا مقصد کسی کی دِل آزاری کرنا قطعاً مقصود نہیں ہے۔ صرف اصلاح احوال کی غرض سے فتاویٰ، اہم خبریں اور اہل دانش اور کے اقتباسات حوالہ کے ساتھ بغیر کسی خاص ترتیب کے مستقل طور پر شائع کیے جاتے ہیں۔ ایڈیٹر پیشوا انٹرنیشنل

علیہ السلام کی تسلیم، حسین علیہ السلام کا استقلال، بایزیدؒ کا تصوف، یحییٰ علیہ السلام کی غربت، زکریا علیہ السلام کی خاموشی، سلمان علیہ السلام کا فقر، ابوہریرہؓ کا استغناء، اصحاب صفہ کی سادگی، عثمانؓ کی حیاداری، خالدؓ کی جرآت، لقمان کی حکمت، ارسطو کی دانش، حاتم کی سخاوت، سکندر کا دبدبہ، غزالی کا علم وفضل اور فلسفہ وحکمت، امام بخاریؒ کا تقویٰ، ابن حجر عسقلانیؒ کی ذہانت و فطانت، ابن تیمیہ کا علم و تبحّر، امام رازی کی عقدہ کشائی، شاہ ولی اللہؒ کا فہم وادراک، شاہ اسماعیل کا جلال جھلکتا نظر آتا تھا۔ (روزنامہ امروز لاہور۔ جمعہ ایڈیشن ۲۳ اگست ۱۹۷۴ء صفحہ ۴، کالم نمبر ۳۔ بحوالہ الفرقان۔ نومبر ۱۹۷۴ء)

شریعت کی نظر میں سلمان تاثیر کا خون

ممتاز قادری نے کسی معصوم مسلمان کے قتل کا ارتکاب نہیں کیا ہے کہ اس کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا جاتا بلکہ اس نے ایک مباح الدم گستاخ رسول کو قتل کیا ہے۔ حقیقت میں ممتاز قادری پر شرعاً قتل کا جرم عائد ہی نہیں ہوتا کیونکہ اس نے واجب القتل، ایک مباح الدم شخص کو قتل کیا ہے، جس کا خون شریعت کی نظر میں رائیگاں ہے۔ اس پر ممتاز قادری کو سزائے موت سنانا اور اس فیصلے کے خلاف تحفظ شریعت کانفرنس کے فیصلے کو خلاف عقل اور غلط کہنا سراسر بے انصافی اور ظلم ہے۔۔ (ماہنامہ الشریعہ جنوری ۲۰۱۶۔ مولانا قاضی نثار احمد کے مضمون ممتاز قادری کی سزا سے ایک اقتباس صفحہ ۴۳)

توہین رسالت قانون کی آڑ میں

مولانا ابوعمار زاہد الراشدی اپنے مضمون توہین رسالت، مغرب اور امت مسلمہ میں لکھتے ہیں:۔

''ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہم لاکھ انکار کریں، مگر توہین رسالت کے قانون کے مبینہ طور پر غلط استعمال، اس مسئلے پر ہماری پوزیشن کو کمزور کرتا جا رہا ہے اور مسلکی تنازعات میں توہین رسالت قانون کی آڑ میں ہم خود اس قانون کو غیر مؤثر بنانے کا باعث بن رہے ہیں۔ دوسرے واقعات کو ایک طرف رکھیں، گوجرانوالہ میں تین ایسے واقعات خود میرے مشاہدے میں موجود ہیں۔ جو ہمارے لیے جگ ہنسائی کا باعث بن چکے ہیں۔

چند سال قبل ایک مسجد کے امام صاحب قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق تلف کرنے کے لیے جلا رہے تھے کہ ان کے ایک مسلکی مخالف نے دیکھ لیا اور شور مچا کر لوگوں کو جمع کر لیا۔ مقدمہ درج ہوا اور سزا دلانے کے لیے کوشش شروع کر دی گئی۔ پولیس نے ہم سے رابطہ کیا تو میں نے خود لکھ کر دیا کہ قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو تلف کرنے کے لیے جلانے کی روایت موجود ہے۔ اس پر اس غریب امام صاحب کی جان چھوٹی۔ پھر کچھ عرصہ بعد کھیالی میں ایک حافظ قرآن کو اسی طرح کے ایک عمل پر ان کے مخالف مسلک کے امام نے مسجد کا لاؤڈ اسپیکر کھول کر شور کر دیا اور لوگوں کو جمع کر کے اس قدر اشتعال دلایا کہ اس حافظ کو سڑک پر گھسیٹ کر تھانے لایا گیا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ابھی گزشتہ سال کھوکھر کی میں توہین رسالت کا ایک واقعہ سامنے آیا اور اس میں چند مسیحی افراد کو کاروباری رقابت کی وجہ سے ملوث کر کے مظاہرے کیے گئے۔ مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علمائے کرام نے مداخلت کر کے ان کی جان چھڑائی تھی۔ (ماہنامہ الشریعہ اکتوبر ۲۰۱۲۔ جلد ۲۳ شمارہ ۱۰۔ گوجرانوالہ)

جیو نیوز کا مداری (تحریر: ڈاکٹر ضیاء الدین)

جیو چینل پر ایک مداری نے وختا ڈالا ہوا ہے۔ روز مذہب کی تجارت کر کے رمضان کو رسوا کرتا ہے۔ رمضان جیسے مبارک مہینے کو مسخروں، بھانڈوں، مداریوں، گویوں، اداکاروں اور کاسہ برداروں کے حوالے کر کے جیو ٹی وی نے اپنی خدمت کی ہو تو کی ہو، اسلام یا عوام کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اس کی پیروی میں دوسرے خربوزے بھی وہی رنگ پکڑ گئے ہیں۔ مذہب کے نام پر، روایت اور دین کے نام پر خرافات بانٹنے کا سلسلہ ہر جگہ جاری ہے۔ نہ ایمان، نہ عقیدہ، نہ کعبہ، نہ کلیسا، نہ امام، نہ مقتدی، نہ رمضان نہ امان، سارے فُقرے، بھوکے ننگے، چھٹل کارتوس، بڑے عمامے، کھوکھلے سر، چینلوں پر آنے کے شائق، رونمائی کی ہوس کے مارے ہوئے منافق، ستر برس میں سترہ برس کے دکھائی دینے کے شوقین، حلق سے قاف نکالنے اور حلق تک افطاری ٹھونسنے والے شکم پرور دین کو مداری کی مرضی سے موڑنے توڑنے اور جوڑنے والے کاریگر، پیسے لے کر فتوے دینے والے چھابڑی بردار سب چینلوں پر جمع ہیں۔

اُردو زبان اور جوشؔ ملیح آبادی

تحریر: رانا عبدالباقی (آتش گل)

rabaqi@sapulse.com

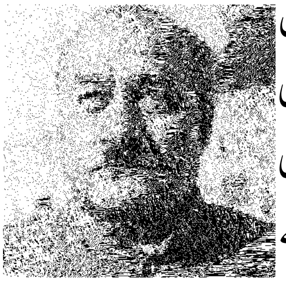

برّصغیر ہندوستان میں اُردو ادب کی تاریخ میں جب نامور شخصیتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو جناب شبیر حسن خان جوشؔ ملیح آبادی کا نام اُردو ادب میں غزل، نظم اور مرثیہ نگاری کے میدان میں اعلیٰ پائے کی انقلابی شاعری کے حوالے سے سامنے آتا ہے۔ جوشؔ ملیح آبادی برٹش انڈیا سے آزادی حاصل کرنے پر کچھ عرصہ بھارتی شہری رہے جہاں اُنہیں 1954 میں پدما بھشن ایوارڈ سے نوازا گیا لیکن بھارت میں انتہا پسند ہندوؤں کی جانب سے اُردو زبان کو لاحق خدشات کے پیشِ نظر 1958 میں وہ پاکستان چلے آئے اور پاکستانی شہریت حاصل کر لی، جہاں بعد از وفات 2013 میں اُنہیں اعلیٰ ریاستی اعزاز، ہلالِ امتیاز، سے نوازا گیا۔ بھارت میں اُنہیں نیشنلسٹ مسلم کانگریسی رہنما مولانا ابوالکلام آزاد کے علاوہ ہندوستان کے پہلے وزیراعظم جواہر لال نہرو کی قربتیں حاصل رہیں چنانچہ جواہر لال نہرو آخری وقت تک کوشش کرتے رہے کہ وہ پاکستان نہ جائیں لیکن اُنہوں نے ہندوستان میں انتہا پسند ہندوؤں کی اُردو دشمنی کے پیشِ نظر جواہر لال نہرو کی زبانی کلامی یقین دہانیوں پر اعتبار نہیں کیا اور ہندوستان میں اُردو زبان کی ترقی میں حائل رکاوٹوں کو دیکھتے ہوئے پاکستان آنے کا فیصلہ موخر نہیں کیا اور پاکستان آ کر ابتدائی طور پر پاکستان میں انجمن ترقیٔ اُردو کے بانی مولوی عبدالحق کے ہمراہ اُردو زبان کی لغت کی تیاری میں خاطر خواہ کام کیا۔

عوامی سطح پر بہت کم لوگ اِس حقیقت سے آشنا ہیں کہ جوشؔ ملیح آبادی کا تعلق فاٹا کے پشتون آفریدی قبیلے کے ایک ادبی دانشور گھرانے سے تھا۔ مغلوں کے آخری دور میں جوشؔ کے آباؤ اجداد نے یو پی میں مستقل رہائش اختیار کی جہاں اِس گھرانے کی زندگی میں انقلابی تبدیلی آئی جب جوشؔ کے پردادا نواب فقیر محمد خان، دادا محمد احمد خان اور والد بشیر احمد خان نے شاعری، نثر نگاری اور اُردو زبان کی ترقی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ چنانچہ اُن کے دادا اور والد نے اُردو زبان میں دیگر زبانوں کی اہم تصانیف اور مضامین کے اُردو تراجم کرنے میں خصوصی دلچسپی لی جس کے مثبت اثرات جوشؔ ملیح آبادی کی زندگی پر بھی ثبت ہوئے۔ جوشؔ نے 1914 میں سینٹ پیٹرز کالج آگرہ سے سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کرنے کے بعد کچھ وقت عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کرنے میں صرف کیا اور پھر چھ ماہ سنسکرت تمدن سے متعلقہ امور کو سمجھنے میں ٹیگور یونیورسٹی میں گزارے لیکن 1916 میں والد کی وفات کے سبب وہ اپنی تعلیمی سرگرمیاں مزید جاری نہ رکھ سکے چنانچہ اُنہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح شعر و شاعری کی سخن وری کیساتھ ساتھ انگریزی اور فارسی مضامین کی اُردو زبان میں تراجم کے کام کو آگے بڑھایا۔ اسی حوالے سے اُنہیں 1925 میں ریاست حیدر آباد کی عثمانیہ یونیورسٹی میں تراجم کے کام کی نگرانی کے فرائض سرانجام دینے کا موقع ملا۔ جوشؔ کو چونکہ انقلابی طبعیت ورثہ میں ملی تھی لہذا کچھ ہی عرصہ بعد والئی ریاست، نظام حیدر آباد کی طرز حکمرانی کے خلاف ایک انقلابی نظم لکھنے کی پاداش میں اُنہیں ریاست بدر کر دیا گیا۔ ریاست بدری کے زمانے میں اُنہوں نے ایک ادبی مجلّہ ،کلیم، کا اجرأ کیا جس میں اُنہوں نے تواتر سے اُردو زبان کی ترقی اور ہندوستان کی برٹش راج سے آزادی کی حمایت میں مضامین لکھے۔ اِسی ارتقائی دور میں جوشؔ کی شاعری میں نکھار آتا چلا گیا۔ ہندوستان میں

آزادی کی تحریکیں شروع ہونے پر اُنہوں نے اپنے انقلابی کلام کے ذریعے ہندوستان میں آزادی کی اُمنگ بیدار کرنے کیلئے کئی مضامین اور نظمیں لکھیں۔ سیاسی اُتار اوٗ چڑھاوٗ کے اِسی دور میں جوش کی طبعیت مرثیہ نگاری پر مائل ہوئی چنانچہ اُنہیں شہرہ آفاق نظمیں بل خصوص، حسین اور انقلاب، لکھنے پر شاعر انقلاب کا درجہ دیا گیا۔ لیکن بہرصورت اُردو زبان کی ترقی سے جوش کا دامن ہمیشہ ہی جڑا رہا۔ اُردو زبان سے عقیدت رکھنے پر جوش، سرسید احمد خان کی طرح ہندوستان میں انتہا پسند ہندوؤں کی اُردو مخالف تحریک سے ہمیشہ گرویدہ رہے چنانچہ تقسیم ہند کے بعد انتہا پسند ہندوؤں کے پُرتشدد اُردو مخالف رجحانات اور آئی سی ایس ہندو بیوروکریسی کی جانب سے انتہا پسندوں کی کھلا کھلم حمایت سے وہ سخت نالاں رہے جس کا معنی افروز تذکرہ اُن کے کلام میں بھی ملتا۔

جو حب وطن کی داد دیتے تھے لاٹھیوں سے ساز خانہ غلامانِ خاص کے برطانیہ
وہ آئی سی ایس اب بھی ہیں خوش وقت و بامراد جن کی ہر ایک ضرب ہے اب تک سروں کو یاد
جتنے نمک حرام تھے کپتان بن گئے شیطان ایک رات میں انسان بن گئے

گوکہ قائداعظم محمد علی جناح کی ویژن کو تعبیر دینے کیلئے وزیراعظم لیاقت علی خان نے اُردو کو سرکاری زبان کا درجہ دینے کیلئے قابل قدر کردار ادا کیا تھا جسے بالآخر 1973 کے آئین کا بخوبی حصہ بنایا گیا ہے۔ ماضی میں مولوی عبدالحق اور جوش نے سائنسی مضامین کو تعلیمی اداروں میں پڑھائے جانے کیلئے انگریزی اصطلاحات کو اُردو زبان میں مستعمل کرنے کیلئے قرار واقعی کام کیا لیکن ملک میں یکساں تعلیمی نظام قائم کرنے کی اِس جہد کو آگے بڑھانے کے بجائے مخصوص مفادات کی حامل اشرافیہ نے ملکی تعلیمی نظام کو تین واضح حصوں میں تقسیم کرکے رکھ دیا ہے۔ اسی طرح ریاستی اداروں میں اُردو کو دفتری زبان بنانے کیلئے سنجیدگی سے کام نہیں کیا گیا۔ اِس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ پاکستان میں عوامی سطح پر معلومات فراہم کرنے والے بیشتر ادارے جن میں پرنٹ میڈیا اور ٹی وی چینل شامل ہیں اُردو زبان میں زیادہ مقبولیت رکھتے ہیں جبکہ انگریزی اخبارات کی اشاعت اُردو اخبارات کی نسبت بہت کم ہے۔ پاکستان میں ایک انگریزی ٹی وی چینل شروع کیا گیا تھا لیکن کچھ ہی عرصہ کے بعد اُسے بھی اُردو چینل میں تبدیل کردیا گیا۔ درج بالا تناظر میں کہا جاسکتا ہے کہ جوش ملیح آبادی جو اُردو زبان کی ترقی کیلئے اپنی ذات میں ایک ادارہ تھے کی خدمات کو ریاستی سطح پر بہتر طور پر استعمال کیا جانا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ جوش کا کلام اور بیشتر مضامین اُردو گرئمر کے لحاظ سے فنی طور پر اعلیٰ نمونے کے حامل ہیں۔ بہرحال جوش ملیح آبادی کو اعلیٰ شاعری کیساتھ ساتھ اُردو زبان کیلئے اُن کی گراں قدر خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اُن کا کہنا تھا......

دجلہءِ خونِ رگِ جاں ہے کوئی کیا جانے گلشنِ زیست کے ہر پھول کی رنگینی میں

(جوشؔ ملیح آبادی۔ انتخاب پیشوا انٹرنیشنل ڈیسک)

آپ کیوں دل پریشان کیے بیٹھے ہیں جو مقدر میں ہے وہ ہو کے رہے گا اے جوشؔ!
اللہ تو رحمت کے سوا کچھ بھی نہیں اللہ کو قہار بتانے والو!!
احسان اک شریف ترین انتقام ہے بدلے کی رسم دینِ وفا میں حرام ہے
درس دیتی ہیں جہاں سہمی ہوئی سرگوشیاں اُف! در و دیوار میرے مدرسے کے الاماں!

باغِ انسانی میں چلنے ہی پہ ہے بادِ خزاں
آدمیت لے رہی ہے ہچکیوں پر ہچکیاں

تاریکیوں کو چھوڑ کے روشن جبیں گئے
جو لوگ آسمان تھے زیر زمیں گئے

رسمیں بدل گئیں ، تہ و بالا ہوا رواج
وہ گفتگو رہی نہ وہ لہجے ،نہ وہ مزاج

چلنے لگی لغت پہ چھری انتقام کی
چھانٹی گئیں تمام جو لفظیں تھیں کام کی

رحمٰن ہی کی بات چلی اور نہ رام کی
گدّی سے کھنچ گئی جو زبان تھی عوام کی

کھدر پہن پہن کر بد اطوار آ گئے
در پر سفید پوش سیہ کار آگئے

برٹش کے خادموں کو اچھالے ہوئے ہیں ہم
سانپوں کو آستین میں پالے ہوئے ہیں ہم

غدّار تھے جو کل وہ محبّ وطن ہیں آج
بد خواہ باغ ہمدمِ سرو و سمن ہیں آج

مفسد ہیں فوج امن کے سالار آج کل
ڈاکو ہیں سیم و زر کے نگہہ دار آج کل

وہ جو تمام راہزنوں کا امام ہے
وہ شخص آج خضر علیہ السلام ہے

انسان کے لہو کو پیو اذنِ عام ہے
انگور کی شراب کا پینا حرام ہے

شاعر ہو یا ادیب قلندر ہے آج بھی
انگریز کا غلام گورنر ہے آج بھی

کوّا ہے زمزموں کی ترازو بنا ہوا
مرغِ چمن ہے کاٹھ کا اُلّو بنا ہو

ہر شے کو مسلسل جنبش ہے ، راحت کا جہاں میں نام نہیں
اس عالمِ سعی و کاوش میں انساں کے لیے آرام نہیں

رہبر ہو کہ راہزن دونوں میں تسکین کی خواہش یکساں ہے
ہر چند وہ سیدھی راہ پہ ہے ، یہ راہ بھٹک کر حیراں ہے

عارف نے یہ سمجھا آسائش اشکوں کو گرا کر ملتی ہے
قاتل نے یہ سمجھا انساں کا وہ خوں بہا کر ملتی ہے

نمی ہے زلف میں، اشنان کر کے نکلی ہے
یہ کس کی موت کا ساماں کر کے نکلی ہے

ازل کے دن سے درِ حسن کا بھکاری ہوں
ادھر بھی ایک نظر ، میں ترا پجاری ہوں

سناؤ سازِ حکمت کے ترانے کس توقع پر
کہ اب تک نوع انساں بندہء اوہام ہے ساقی

صداقت آج بھی پوشیدہ ہے اولادِ آدم سے
دروغِ مصلحت آمیز اب بھی عام ہے ساقی

ادھر یہ قول ، ہم نے شرح کر دی ہے حقائق کی
ادھر اب بھی وہی ابہام کا ابہام ہے ساقی

کھاتے رہے فریب بہت خانقاہ میں
اب سجدہ ریز ہوں گے تری بارگاہ میں

عدو پہ بھی تری فطرت شفیق ہو جائے
ترے خمیر کا لوہا رقیق ہو جائے

یہ کیا نظام ہے معبود! بزمِ ہستی کا ؟
کھلے جو صبح کو ، وقتِ غروب کمھلا جائے

شرم کی بات ہے وجودِ سقیم
ناتوانی ہے اِک گناہِ عظیم

نہ ہندو نہ گبرو مسلماں بنو
اگر آدمی ہو تو انساں بنو

نہ انساں بنو گے تو گل جاؤ گے
خود اپنے جہنم میں جل جاؤ گے

پیمبرانہ بد دُعا
جوشؔ ملیح آبادی

جو بن پڑے گا تو سب سے بڑی سزا دوں گا — زمانہ ساز! تجھے مَیں بد دُعا دوں گا
ملے نہ آتش و دوزخ کی تجھ کو نرم سزا — ملے وہ سوز جو ہوتا ہے شاعروں کو عطا
رموزِ دہر سے بڑھ جائے رسم و راہ تری — جبین زیست پہ پڑنے لگے نگاہ تری
تجھے حقائق ہستی کا کھولنا آ جائے — کلی کو خار کے کانٹے پہ تولنا آجائے
عدو پر بھی تری فطرت شفیق ہو جائے — ترے خمیر کا لوہا رقیق ہو جائے
دماغ سرحدِ قدرت سے متصل ہو جائے — ہر ایک ذرہء ناچیز جزو دل ہو ئے
وہ طبع سخت میں پیدا ہو انقلاب عظیم — کہ تیرے قلب میں چبھنے لگے گلوں کی شمیم
ترے دیار میں طوفانِ آرزو آجائے — ترا ضمیر ، محبت کے روبرو آ جائے
نہ بہرہ ور ہو کبھی مرگِ ناگہانی سے — خدا دو چار کرے طول زندگانی سے
در حیات ،تری چشمِ دل پہ وا ہو جائے — نظر مآلِ تبسم سے آشنا ہو جائے
بلائے قہرِ خدا تجھ کو دریدہ در کر دے — لطیف کر کے حسوں کو لطیف تر کر دے

''جان جائے کہ رہے بات نبھا دیتے ہیں''
ساحرؔ لدھیانوی

جرم الفت پہ ہمیں لوگ سزا دیتے ہیں — کیسے نادان ہیں شعلوں کو ہوا دیتے ہیں
ہم سے دیوانے کہیں ترک وفا کرتے ہیں — جان جائے کہ رہے بات نبھا دیتے ہیں
آپ دولت کے ترازو میں دلوں کو تولیں — ہم محبت سے محبت کا صلہ دیتے ہیں
تخت کیا چیز ہے اور لعل و جواہر کیا ہیں — عشق والے تو خدائی بھی لٹا دیتے ہیں
ہم نے دل دے بھی دیا عہد وفا لے بھی لیا — آپ اب شوق سے دے لیں جو سزا دیتے ہیں

حضرت سری سقطیؒ بیان کرتے ہیں کہ:۔

''جو کوئی لوگوں کی نظروں میں وہ ہو کر دکھائے جو وہ نہیں ہے، وہ نگاہِ حق سے گر جاتا ہے۔''

”میری چشم پُر آب کی سی ہے“
میر تقی میؔر

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

چشم دل کھول اس بھی عالم پر
یاں کی اوقات خواب کی سی ہے

بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے

نقطۂ خال سے ترا ابرو
بیت اک انتخاب کی سی ہے

مَیں جو بولا کہا کہ یہ آواز
اسی خانہ خراب کی سی ہے

آتشِ غم میں دِل بھنا شاید
دیر سے بُو کباب کی سی ہے

دیکھیے ابر کی طرح اب کہ
میری چشم پُر آب کی سی ہے

میؔر ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

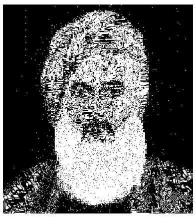

”وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے“
امیؔر مینائی

اچھے عیسیٰ ہو مریضوں کا خیال اچھا ہے
ہم مرے جاتے ہیں تم کہتے ہو حال اچھا ہے

تجھ سے مانگوں مَیں تجھی کو کہ سبھی کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

دیکھ لے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو
ہجر اچھا نہ حسینوں کا وصال اچھا ہے

آ گیا اس کا تصور تو پکارا یہ شوق
دل میں جم جائے الٰہی یہ خیال اچھا ہے

آنکھیں دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے

برق اگر گرمئ رفتار میں اچھی ہے امیؔر
گرمیِ حُسن میں وہ برق جمال اچھا ہے

facebook اور گوگل پر پیشوا میگزین کو وزٹ کریں۔ اور پیشوار سالہ کی ویب سائیٹ
www.peshwa.co.uk پر گزشتہ شمارے دیکھے جاسکتے ہیں ۔

''زادِ راہ ہے جنت کا ایک پروانہ''

محترمہ امتہ الباری ناصر صاحبہ۔ امریکہ

ہے فرض حکمِ عبادت ہمیں بجا لانا　　بڑا گنہ ہے خدا کا شریک ٹھہرانا

اور اس کے ساتھ ہے مولا کریم کا ارشاد　　ہو حرزِ جان وبالوالدینِ احسانا

سلام ماں کو کہ قدموں کے نیچے جنت ہے　　سلام باپ کو ہے سائباں کریمانہ

اگر حیات ہوں ماں باپ خوش نصیبی ہے　　کسی طرح بھی ہر اک وقت ان کے کام آنا

نہ کہنا 'اف' کبھی کچھ ناگوار بھی گزرے　　جھکانا رحم کے پر ان کی ڈھال بن جانا

اطاعت ان کی مقدم ہے اور لازم ہے　　خوشی سے رکھنا سر آنکھوں پہ ان کا فرمانا

کہیں نہ ٹھیس لگے دل کے آبگینے کو　　چھلک نہ جائے کہیں غم کا ان کے پیمانہ

ثواب و اجر تو قربانیوں سے ملتا ہے　　کسی بھی حال میں ماتھے پہ بل نہیں لانا

وہ بات بات پہ بھولیں یا بات دہرائیں　　تو نرمی اور محبت سے ان کو سمجھانا

ہوا کے رخ پہ دھرے مضمحل چراغ ہیں یہ　　کسی بھی وقت مقدر ہے ان کا بجھ جانا

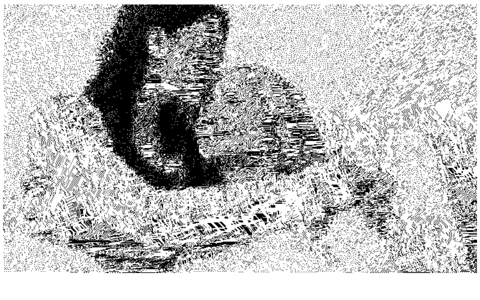

دکھائیں ہم انہیں خدمت کا حق ادا کر کے　　اگر بڑھاپے میں اولاد سے ہے سکھ پانا

دعائیں لے لو کہ ہر ایک پل غنیمت ہے　　یہ زادِ راہ ہے جنت کا ایک پروانہ

جزا یہاں بھی وہ دیتا ہے حسنِ خدمت کی　　وہاں جزا کا ہے مولا کا اپنا پیمانہ

ہمیں جب ان کی ضرورت تھی وہ رہے حاضر　　ضرورت ان کو پڑے جب تو خوب کام آنا

بڑھاپا بے بسی کمزوریاں عوارض ہیں　　پڑے نہ ان کو بڑھاپے میں کوئی غم کھانا

وہ جیسے کرتے ہیں احساں ہمارے بچپن میں　　خدایا دونوں پہ ویسا ہی رحم فرمانا

میرے بگڑے کام بنتے ہیں ماں باپ کی دعاؤں سے ان کے قدموں سے نکلتا ہے بہشت کا رستہ	میرے مولیٰ دور نہ کریو ان کی ٹھنڈی چھاؤں سے ان کو بچا کے رکھیو ٹھنڈی گرم ہواؤں سے

”وہ محبت کہ جو انسان کو پیمبر کر دے“

احمد فراؔز

اے خدا آج اسے سب کا مقدّر کر دے — وہ محبت کہ جو انسان کو پیمبر کر دے
سانحے وہ تھے کہ پتھرا گئیں آنکھیں میری — زخم یہ ہیں تو میرے دل کو بھی پتھر کر دے
صرف آنسو ہی اگر دستِ کرم دیتا ہے — میری اُجڑی ہوئی آنکھوں کو سمندر کر دے
مجھ کو ساقی سے گلہ ہو نہ تنک بخشی کا — زہر بھی دے تو مرے جام کو بھر بھر کر دے
شوق اندیشوں سے پاگل ہوا جاتا ہے فراؔز — کاش یہ خانہ خرابی مجھے بے در کر دے

جب سے میرے گاؤں میں یہ مولوی نیا آیا !

طارق احمد مرزا (آسٹریلیا)

جب سے میرے گاؤں میں یہ مولوی نیا آیا — زیست بے اماں دیکھی ، دردِ لادوا پایا
نفرتوں کا بیج بویا فصلِ کُشت و خوں پھلی — امن ہو گیا رخصت ، ظلمِ ناروا پایا
قاعدہ جس سے پڑھا سب نے ، اُسی خالہ کے گھر — مولوی کی آنکھ نے قرآں جلا ہوا پایا
ماسٹر صاحب ہوئے رخصت ، ہوا اسکول بند — اس کے در پہ کفر کا فتویٰ لکھا ہوا پایا
مجلسیں جمتی تھیں جس چوپال میں طارؔق وہاں — اب کسی کا سر ، کسی کا تن کٹا ہوا پایا

”مرنے کا سلیقہ آتے ہی جینے کا شعور آ جاتا ہے“

ساحؔر لدھیانوی

چہرے پہ خوشی چھا جاتی ہے آنکھوں میں سرور آ جاتا ہے — جب تم مجھے اپنا کہتے ہو اپنے پہ غرور آ جاتا ہے
تم حُسن کی خود اک دُنیا ہو شاید یہ تمہیں معلوم نہیں — محفل میں تمہارے آنے سے ہر چیز پہ نُور آ جاتا ہے
ہم پاس سے تم کو کیا دیکھیں تم جب بھی مقابل ہوتے ہو — بیتاب نگاہوں کے آگے پردہ سا ضرور آ جاتا ہے
جب تم سے محبت کی ہم نے تب جا کے کہیں یہ راز کھلا — مرنے کا سلیقہ آتے ہی جینے کا شعور آ جاتا ہے

''جیب کترا''

گیان پرکاش وویک کا ایک مختصر افسانہ

بس سے اتر کر جیب میں ہاتھ ڈالا۔میں چونک پڑا۔جیب کٹ چکی تھی۔جیب میں تھا بھی کیا؟ کل نو روپے اور ایک خط جو مَیں نے ماں کو لکھا تھا: ''میری نوکری چھوٹ گئی ہے،ابھی پیسے نہیں بھیج پاؤں گا'' تین دنوں سے وہ پوسٹ کارڈ جیب میں پڑا تھا،پوسٹ کرنے کی طبیعت نہیں ہو رہی تھی۔نو روپے جا چکے تھے۔یوں نو روپے کوئی بڑی رقم نہیں تھی۔۔۔لیکن جس کی نوکری چھوٹ گئی ہو اس کے لیے نو سو سے کم بھی نہیں ہوتی ہے۔کچھ دن گزرے۔۔۔ماں کا خط ملا۔پڑھنے سے پہلے مَیں سہم گیا۔ضرور پیسے بھیجنے کو لکھا ہو گا۔لیکن خط پڑھ کر مَیں حیران رہ گیا۔اماں نے لکھا تھا: ''بیٹا! تیرا بھیجا پچاس روپے کا منی آرڈر ملا۔تُو کتنا اچھا ہے رے۔۔۔پیسے بھیجنے میں ذرا کوتاہی نہیں کرتا۔''

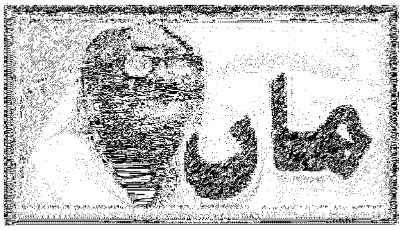

مَیں کافی دنوں تک اس ادھیڑ بن میں رہا کہ آخر ماں کو پیسے کس نے بھیجے؟ کچھ دن بعد ایک اور خط ملا آڑھی ترچھی لکھاوٹ۔بڑی مشکل سے پڑھ سکا: ''بھائی نو روپے تمہارے اور اکتالیس روپے اپنے ملا کر مَیں نے تمہاری ماں کو منی آرڈر بھیج دیا ہے۔فکر نہ کرنا،ماں تو سب کی ایک جیسی ہوتی ہے ناں! وہ کیوں بھوکی رہے؟''

تمہارا جیب کترا

''میں کمبل کو چھوڑوں کمبل مجھے نہ چھوڑے''

اس محاورے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ ایک دوست نے دوسرے دوست سے کہا''وہ دیکھو دریا میں کمبل بہہ رہا ہے،مَیں ابھی اسے نکال کر لاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے دریا میں چھلانگ لگا دی۔جب وہ اس کمبل کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا تو دیکھا وہ کمبل نہیں ریچھ ہے۔اب ریچھ نے اس شخص کو پکڑ لیا۔

جب دریا کے کنارے کھڑے دوست نے آواز دی ''کمبل کو چھوڑو۔تم دریا سے باہر نکل آؤ''۔

اس دوست نے جواب دیا''مَیں تو کمبل کو چھوڑ دوں،کمبل مجھے نہیں چھوڑ رہا۔''

مشہور شاعر محسن احسان علیل تھے۔احمد فرازؔ عیادت کے لیے گئے۔دیکھا کہ محسن احسان کے بستر پر کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے،چادر بھی میلی تھی۔احمد فرازؔ نے صورتحال دیکھ کر مسکراتے ہوئے محسن احسان سے کہا: ''یار اگر بیوی بدل نہیں سکتے تو کم از کم بستر ہی بدل دیجیے۔''

کیا آپ جانتے ہیں؟

مونارک تتلیاں (Monarch butterfly)

بھورے رنگ کی ایک تتلی جسے مونارک تتلی کہا جاتا ہے۔ یہ خوبصورت اللہ تعالیٰ کی مخلوق خاصی بڑی ہوتی ہے لیکن اس کا شمار کیڑوں میں ہی

ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جان کے اندر جنیاتی پروگرامنگ کر رکھی ہے اور یہ تتلی اس کی بہترین مثال ہے۔

ہزاروں مونارک تتلیاں موسم سرما مکسیکو کے مختلف گرم علاقوں میں اڑتے، پھولوں پر اٹھکیلیاں کرتے گزارتی ہیں۔ بہار کا آغاز ہوتا ہے تو شمالی امریکہ کی طرف اڑان بھرتی ہیں۔ اب ہوتا یوں ہے کہ جو تتلیاں میکسیکو سے چلتی ہیں وہ تو راستے میں مرجاتی ہیں، البتہ سفر کے دوران پیدا ہونے والے ان کے بچے شمالی امریکہ کی طرف سفر جاری رکھتے ہیں اور امریکہ اور کینیڈا پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں وہ موسم گرما خوشبوؤں کے ساتھ گزارتے ہیں۔ جونہی خزاں کا آغاز ہوتا ہے اور موسم میں خنکی

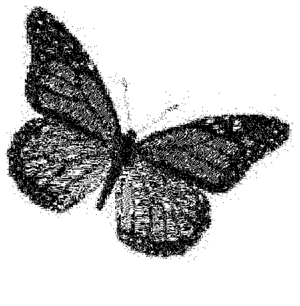

بڑھتی ہے، تو واپسی کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ سرما کی برف باری سے پیشتر انہیں امریکہ چھوڑ کر واپس میکسیکو پہنچنا ہوتا ہے۔ ان تتلیوں نے کبھی میکسیکو نہیں دیکھا ہوتا، کیونکہ ان کی پیدائش رستے میں ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن ان میں سے ہر ایک اسی درخت کی اسی شاخ پر آن بسیرا کرتی ہے، جہاں چند ماہ پیشتر پرواز سے قبل اس کے ماں باپ کا ٹھکانا تھا۔

مذکر و مؤنث

عام قاعدہ یہ ہے کہ جس ہندی لفظ کے آخر میں حرف ''ا'' یا ''ہ'' ہوتی ہے وہ بطور مذکر بولا جاتا ہے جیسے میرا کوڑا، اس کا جوتا۔ اور جس لفظ کے آخر میں یائے معروف ہوتی ہے وہ بطور مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ جیسے میری کہانی۔ گوروں کی چھاؤنی۔

اوپر کے قاعدے کے بموجب ایسے انگریزی یا کسی اور زبان کے لفظ جو اردو میں مستعمل ہیں اور جن کے آخر میں الف ہے مذّکر بولے جاتے ہیں جیسے آج کی مجلس کا ایجنڈا بڑا لمبا ہے۔ ایسے لفظوں کے آخر میں اگر یائے معروف ہو تو مؤنث سمجھے جائیں گے جیسے پنجاب کی یونیورسٹی بڑی اچھی ہے۔

ملکوں یا شہروں کے نام بھی اسی ذیل میں شامل ہوں گے جیسے اٹلی ہارے گی، جرمنی ضرور جیت جائے گی، ترکی لڑائی میں شامل نہیں ہوگی، راولپنڈی لُٹ گئی، بمبئی تباہ ہوگئی۔

ناگ پوجا

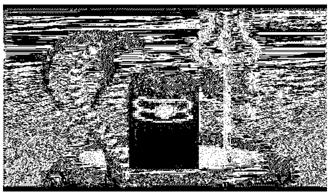

ناگ پوجا کا رواج دراوڑوں کے یہاں عام تھا۔ آج بھی ہندوستان اور کشمیر میں جا بجا ناگ کے مندر دکھائی دیتے ہیں، جہاں ناگ دیوتا کی پوجا کی جاتی ہے۔ ہندو سانپ کو مارنا پاپ سمجھتے ہیں اور اسے دودھ پلاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دفینوں کی حفاظت سانپ کرتے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ زمین ناگ راجہ جسے شیش ناگ اور کرکوٹا بھی کہتے ہیں کے پھن پر رکھی ہے۔

(صفحہ ۴۰ کائنات اور انسان)

ہندوؤں کے کل ۳۳ کروڑ تین دیوتا ہیں۔

رجعت پسند مُلّا

متوکل عباسی کے دور حکومت میں رجعت پسند ملا برسر اقتدار آ گئے۔ انہوں نے سائنسی علوم کا گلا گھونٹ دیا اور سائنسدانوں اور فلاسفروں کو جبر و تشدد کا نشانہ بنایا۔

ہیگل کا قول ہے کہ ”جبر اس وقت تک اندھا ہوتا ہے جب تک اسے سمجھا نہ جا سکے۔“ کیکاؤس کا قول ہے کہ ”یہ ایک انتہائی شرم ناک بات ہے کہ رکھوالے کے لیے بھی رکھوالے کی ضرورت ہو۔“

چالیس ہزار سال پرانا بریسلٹ

سائبیریا میں موجود ایک غار جسے Denisova Cave کہا جاتا

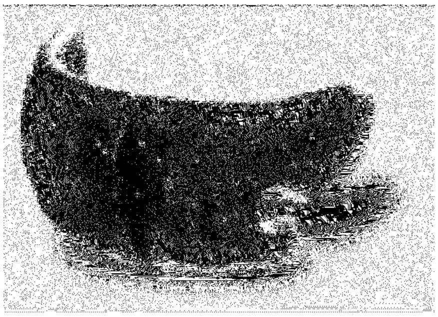

ہے، اس میں سے چالیس سال ہزار سال پرانا ایک بریسلٹ ملا ہے۔ چالیس ہزار برس قبل اس طرح کی چیزیں لوگ اس لیے پہنتے تھے کہ وہ شیطانی قوتوں سے محفوظ رہ سکیں۔ جہاں تک دریافت ہونے والے بریسلٹ کا تعلق ہے تو یہ بریسلٹ نہایت پیچیدہ ٹیکنیک سے بنایا گیا ہے اور اس کا مواد امپورٹڈ ہے اس لیے یہ سوسائٹی کے کسی بڑے عہدے دار کا ہی ہو سکتا ہے۔

چالیس ہزار برس پرانا اوزار

آثار قدیمہ کے ماہرین نے جنوب مغربی جرمنی میں Baden-Württemberg میں واقع ایک غار سے قدیم ہاتھی دانت سے بنا ہوا اوزار ۲۰۱۵ء میں دریافت کیا تھا جسے چالیس ہزار

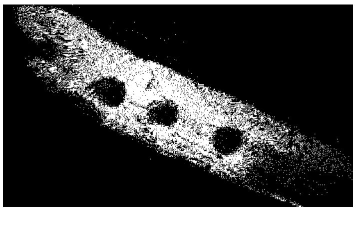

برس پہلے رسیاں بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ پروفیسر Nicholas Conard اور ان کے ساتھیوں نے اس نئی دریافت کی خصوصیات کے متعلق انکشافات کیے ہیں۔ پروفیسر صاحب نے انکشاف کیا ہے کہ چالیس ہزار سال پہلے جب ماڈرن انسان یورپ پہنچے تھے وہ اس اوزار کو ساتھ لائے تھے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا

ہاں ایک وقت آنے والا تھا اور وہ آ گیا۔ ایک یوم الفصل تھا جس کا آفتاب طلوع ہو گیا پرانی پیشگوئیوں میں کہا گیا کہ آفتاب مغرب سے

نکلے گا اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکل چکا ہے اور توبہ کا دروازہ روز بروز ہم پر بند ہو رہا ہے۔ پس وقت آ گیا ہے کہ جس کو اٹھنا ہے اٹھے، جس کو چلنا ہے چلے اور جس کو اپنے روٹھے ہوئے خدا سے صلح کر لینی ہے کر لے۔ کیونکہ ساعت آخری، نتائج سامنے، مہلت قلیل اور فرصت مفقود ہے۔

(نگارشات آزاد از مولانا ابوالکلام آزاد صفحہ ۲۱۸)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا

تم ہندوؤں سے ڈرتے ہو کہ ہمیں کھا جائیں گے۔ ارے جو مُرغے کی ایک ٹانگ نہیں کھا سکتا وہ تمہیں کیا کھائے گا؟ (رئیس الاحرار صفحہ ۲۰۵)

سبحان اللہ! کہتے ہیں ہندو ہم کو کھا جائے گا۔ مسلمان پورا اونٹ کھا جاتا ہے، پوری بھینس کھا جاتا ہے۔ اُس کو ہندو کیسے کھا سکتا ہے جو چڑیا بھی نہیں کھا سکتا۔ (تقریر سید عطا اللہ شاہ بخاری بمقام ایبٹ آباد۔ رسالہ ترجمان اسلام لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء صفحہ ۱۲)

لاکھ آفتاب پاس سے ہو کر گزر گئے
بیٹھے ہم انتظارِ سحر دیکھتے رہے

انگریزی پڑھنا پڑھانا قطعاً حرام

شورش کاشمیری نے لکھا ہے کہ:۔

(عطا اللہ شاہ بخاری نے) کسی بچے کو انگریزی نہیں پڑھائی کہ ان کے نزدیک انگریزی پڑھنا پڑھانا قطعاً حرام تھا۔ایک دفعہ راقم نے انگریزی پڑھانے پر زور دیا تو بگڑ گئے فرمایا''اس سے بہتر ہے کہ انہیں زندہ دفنا دوں۔''(سید عطا اللہ شاہ بخاری سوانح وافکار از شورش کاشمیری)

سائنس دان بھی الہام کے محتاج

مشہور شاعر ڈاکٹر محمد اقبال نے کہا ہے کہ:۔

بروئے قرآن وحی والہام کسی خاص قوم، ملک یا نسل سے مختص نہیں ہے، الہام تمام زندہ ہستیوں کا مشترکہ سرمایہ ہے۔شہد کی مکھی بھی اس نعمت سے سرفراز ہوسکتی ہے،اور سائنس دان بھی الہام کے محتاج ہیں۔ دنیا میں جس قدر عظیم ایجادات ہوئی ہیں وہ سب الہام کی بدولت ہوئی ہیں نہ کہ ریسرچ کی بدولت۔نیز انسان اپنی زندگی کے اکثر معاملات Inspiration الہام ہی کے تحت طے کرتا ہے۔میری رائے میں نزول مسیح کا عقیدہ مجوسیت کی راہ سے مسلمانوں میں آیا ہے۔کسی زمانے میں''انتظار'' عوام الناس کے لیے مفید تھا لیکن ختم نبوت کے بعد کسی کے انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔

ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار

وہی مہدی وہی آخر زمانی

(ملفوظاتِ اقبال از یوسف سلیم چشتی)

معزز قارئین!اسی قسم کے خیالات سر سید احمد خان کے بھی تھے۔یہ بات دل کو نہیں لگتی کہ انبیاء اور اولیاء اللہ کو ہونے والے ربانی الہام کی ہی طرح دوسرے غیر مذہبی لوگوں کو بھی ہو۔جس طرح لاشعور کسی سائنسدان یا مفکر یا عام لوگوں کی سوچ یا تحقیقات کے مطابق اس کے مسائل کا حل بتا دیتا ہے اس طرح ربانی الہام کے ساتھ نہیں ہوسکتا کیونکہ انبیاء اور اولیاء کرام کو اور دوسرے نیک لوگوں کو ہونے والے الہام کا تعلق انسانی شعور کے ساتھ یعنی اندرونی نہیں ہوتا بلکہ اس کا خذ بیرونی ہوتا ہے۔**(اس موضوع پر اگر کوئی قاری بات کرنا چاہے تو اس کو خوش آمدید کہا جائے گا)**

خلافت کمیٹی

شورش نے کہا لاہور میں پہلی خلافت کمیٹی قائم کی گئی تو علامہ اقبال

اسکے صدر اور سر محمد شفیع سیکرٹری مقرر ہوئے لیکن سر مائیکل اڈوائر کے غضب کی تاب نہ لا کر لاہور کے ڈپٹی کمشنر کے اشارے پر مستعفی ہوگئے ، بلکہ خلافت کمیٹی ہی کو ختم کر دیا۔(سید عطا اللہ شاہ بخاری سوانح وافکار از شورش کاشمیری)

انسانی دماغ

ہمارے اعصابی نظام کا محور دماغ (اور ریڑھ کی ہڈی) ہے۔دماغ میں دس ارب سے سوا ارب تک اعصابی خلیے ہوتے ہیں اور ہر خلیہ

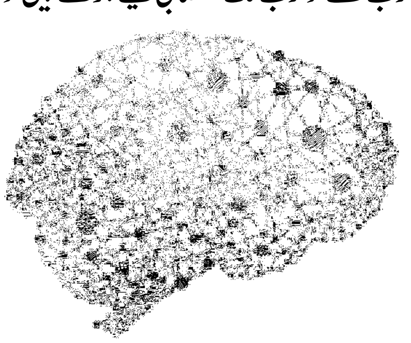

دوسرے خلیوں سے ایک ہزار ریشوں کے ذریعے جڑا ہوتا ہے۔جسم کے اندر کی اور باہر کی تمام اطلاعیں انہیں پیچ در پیچ راہوں سے شعور کی مختلف سطحوں تک پہنچتی ہیں۔چنانچہ ہمارے علم ،حافظے اور خیال کی لاکھوں کروڑوں شکلیں انہیں اعصابی خلیوں کی مرہون ہیں۔مثلاً آنکھ جس سے ہم دیکھتے ہیں اس کے بالائی پردے (Retina) میں ۱۳ کروڑ خلیے ہوتے ہیں جو خارجی اثر قبول کرتے ہیں۔یہ بالائی پردہ دس لاکھ سے زائد اعصابی ریشوں کے ذریعہ دماغ سے جڑا ہوتا ہے۔ دماغ اپنا فریضہ انہیں اربوں اعصابی خلیوں کے ذریعہ سرانجام دیتا ہے۔

سندر راجن پچائی

محمد سلیم انصاری۔ لندن

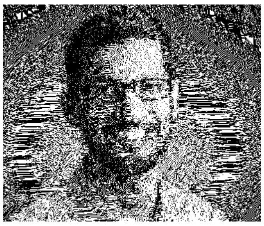

سندر راجن پچائی۔ گوگل سی ای او

اس وقت گوگل کے چیف ایگزیکٹو "سندر راجن پچائی" ہیں۔ جن کا تعلق بھارت سے ہے۔ ان کی سالانہ تنخواہ پاکستانی روپے میں 2 ارب روپے سے زائد بنتی ہے۔ جو کہ اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ تنخواہ لینے والے ملازم بھی ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ ایک دو کمروں کے گھر میں چٹائی پر بیٹھ کر پڑھنے والا شخص کس طرح گوگل کا سی ای او بنا۔

12 جولائی 1972ء کو پیدا ہونے والا سندر راجن پچائی تامل ناڈو کے شہر چنائی کا رہنے والا ہے۔ اس نے غربت میں آنکھ کھولی، والد رگوناتھ پچائی الیکٹریکل انجینئر تھا لیکن خاندان کی آمدنی بہت محدود تھی، گھر دو کمروں کا فلیٹ تھا، اس فلیٹ میں اس کا ٹھکانہ ڈرائنگ روم کا فرش تھا، وہ فرش پر چٹائی بچھا کر بیٹھ جاتا تھا، وہ پڑھتے پڑھتے تھک جاتا تھا تو سرہانے سے ٹیک لگا کر فرش پر ہی سو جاتا تھا، ماں کے ساتھ مارکیٹ سے سودا لانا، گلی کے نلکے سے پانی بھرنا، تار سے سوکھے کپڑے اتارنا اور گلی میں کرکٹ کھیلنے والے بچوں کو بھگانا بھی اس کی ذمہ داری تھی، گھر کی مرغیوں اور ان کے انڈوں کو دشمن کی نظروں سے بچانا بھی اس کی ڈیوٹی تھی اور شہر بھر میں کون سی چیز کس جگہ سے سستی ملتی ہے، یہ تلاش بھی اس کا فرض تھا اور باپ اور ماں دونوں کی جھڑکیاں کھانا بھی اس کی ذمہ داری تھی، وہ بارہ سال کا تھا جب ان کے گھر ٹیلی فون لگا، اس فون نے اس کا کام بڑھا دیا، وہ فلیٹس کے اس پورے بلاک کا پیغام بر بن گیا، لوگ اس کے گھر فون کر کے بلاک کے دوسرے فلیٹس کیلئے پیغام چھوڑتے تھے اور وہ یہ پیغام پہنچانے کیلئے اٹھ کر دوڑ پڑتا تھا، وہ جوانی تک ٹیلی ویژن اور گاڑی کی نعمت سے بھی محروم رہا، اس کا والد پوری زندگی کار نہیں خرید سکا لیکن آج وہ نہ صرف دنیا کی سب سے بڑی آرگنائزیشن گوگل کا سی ای او ہے بلکہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ تنخواہ لینے والا ملازم بھی ہے، اس کی سالانہ تنخواہ 20 کروڑ ڈالر طے ہو چکی ہے۔

بچپن میں وہ سال سال بھر دوسرے جوتے، تیسری شرٹ اور چوتھے پین کیلئے ترستا رہتا تھا، وہ بچپن، بچپن نہیں تھا، وہ محرومی کی ایک سیاہ داستان تھی، پچائی کو آج بھی یاد ہے جب سٹینڈ فورڈ یونیورسٹی نے اسے ہوائی ٹکٹ بھجوایا تو اس کا والد ٹکٹ دیکھ کر حیران رہ گیا، وہ ٹکٹ اس کے والد کی سالانہ آمدنی سے بھی مہنگا تھا۔ اسے آج تک یہ بھی یاد ہے کہ وہ کورس کی کتابیں مانگ کر پڑھتا تھا اور اپنی اسائنمنٹس ردی کے کاغذوں پر مکمل کرتا تھا، وہ بسوں کے ساتھ لٹک کر سفر کرتا تھا اور اسے صرف مذہبی تہواروں پر مٹھائی نصیب ہوتی تھی، اس نے گھسٹ گھسٹ کر چنائے سے بارہویں جماعت پاس کی، وہ اس کے بعد انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی خراگپور چلا گیا، اس نے وہاں ٹیوشنز پڑھا پڑھا کر میٹالرجیکل انجینئرنگ کی ڈگری لی، اس نے یہ ڈگری ٹاپ پوزیشن میں حاصل کی تھی چنانچہ دنیا میں ٹیکنالوجی کی سب سے بڑی یونیورسٹی سٹینڈ فورڈ نے اسے وظیفہ دے دیا اور وہ امریکا چلا گیا۔ اس نے سٹینڈ فورڈ یونیورسٹی سے میٹالرجیکل انجینئرنگ میں ایم ایس کیا۔ وہ انجینئرنگ سے بڑا کام کرنا چاہتا تھا۔ 2004ء میں جب گوگل میں نوکریاں نکلیں تو اس نے بھی ملازمت کے لیے درخواست بھیج دی ۔ گوگل نے اسے پراجیکٹ مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت دے دی، یہ ملازمت اس کیلئے نعمت

ثابت ہوئی۔ سندر راجن پچائی اس یونٹ کا حصہ تھا جس نے ''گوگل کروم'' کا منصوبہ شروع کیا۔ یہ منصوبہ 2008ء میں مکمل ہوا اور اس کے ساتھ ہی پچائی گوگل اور امریکا دونوں میں مشہور ہو گیا۔ اس کا دماغ زرخیز تھا چنانچہ وہ گوگل کیلئے نئے نئے منصوبے بناتا رہا' گوگل کا ویب براؤزر ہو، اینڈرائڈ ہو یا گوگل ٹول بار' ڈیسک ٹاپ سرچ اور گوگل گیئرز یہ تمام پراجیکٹ سندر راجن پچائی نے مکمل کئے، ان منصوبوں سے گوگل کی آمدنی میں اضافہ ہوا' گوگل اس وقت دنیا کی امیر ترین کمپنی ہے' اس کی مالیت 554 ارب ڈالر ہو چکی ہے جبکہ اس کی سالانہ آمدنی 74 بلین ڈالر ہے' پاکستان کے کل غیر ملکی قرضے 70 بلین ڈالر ہیں' گویا گوگل ایک سال میں دنیا کی واحد اسلامی جوہری طاقت کے کل قرضوں سے زیادہ رقم کماتا ہے' یہ کمپنی سٹینڈ فورڈ یونیورسٹی کے دو طالب علموں لیری پیج اور سرجے برن نے 1996ء میں شروع کی، یہ دونوں اس وقت پی ایچ ڈی کے طالب علم تھے۔ گوگل کا مقصد انٹرنیٹ پر موجود مواد کو درجوں میں تقسیم کرنا اور اسے لوگوں کیلئے آسان بنانا تھا۔ گوگل 2000ء تک دنیا کا معتبر ترین سرچ انجن بن گیا' یہ کمپنی دنیا بھر سے نیا ٹیلنٹ تلاش کرتی رہتی ہے' سندر راجن پچائی بھی اس کی دریافت تھا۔ یہ نوجوان 1972ء میں تامل ناڈو میں پیدا ہوا، یہ 1993ء میں سٹینڈ فورڈ یونیورسٹی پہنچا، 1995-96ء میں ایم ایس سی اور 2002ء میں ایم بی اے کیا۔ راجن پچائی زندگی میں بہت کچھ کرنا چاہتا تھا اور گوگل نے اسے یہ بہت کچھ کرنے کا موقع دے دیا اور اس نے اپنی دلچسپ ترکیبوں سے بہت جلد کمپنی میں اپنی جگہ بنا لی۔ راجن پچائی تیزی سے ترقی کرتے کرتے ہوئے 10 اگست 2015ء کو گوگل کا سی ای او اور لیری پیج کا نائب بن گیا' کمپنی نے اسے شیئرز بھی دے دیئے۔ راجن پچائی اس وقت 60 کروڑ 50 لاکھ ڈالرز کے شیئرز کا مالک بھی ہے۔

گوگل نے پچائی کو فروری 2016ء کے دوسرے ہفتے 19 کروڑ 90 لاکھ ڈالر تنخواہ کا چیک دیا اور راجن پچائی چیک وصول کرتے ہی دنیا کا سب سے زیادہ معاوضہ لینے والا ''سی ای او'' بن گیا۔ ہم اگر 19 کروڑ 90 لاکھ ڈالروں کو پاکستانی روپوں میں تبدیل کریں تو یہ دو سو کروڑ روپے بنیں گے گویا تامل ناڈو کا 43 برس کا ایک غریب جوان سالانہ دو سو کروڑ روپے تنخواہ لے رہا ہے اور غریب بھی ایسا جس نے 18 سال کی عمر تک فرش پر سو کر اور فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کی اور جو 12 سال کی عمر تک ٹیلی فون اور امریکا آنے تک ٹیلی ویژن اور گاڑی سے محروم تھا اور جس کا پورا بچپن دوسرے جوتے' تیسری شرٹ اور چوتھے پین کو ترستے گزرا اور جو آج بھی ہندی لہجے میں انگریزی بولتا ہے اور اپنے گندمی رنگ کی وجہ سے دور سے پہچانا جاتا ہے۔

(صفیہ سھتو حیدرآباد سندھ کے مضمون سے ماخوذ)

علم کی فضیلت: حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''عالم کی وہ گھڑی جس میں وہ اپنے بستر پر ٹیک لگائے اپنے علم میں فکر و نظر کرے، ایک عابد کی ستر برس عبادت سے بہتر ہے۔

(حوالہ طبری تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر نمونہ جلد ۲ صفحہ ۲۷۵)

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ رب ارنی حقائق الاشیاء "اے میرے ربّ! مجھے چیزوں کی حقیقت سے آگاہ فرما۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کی تخلیقات میں لمحہ بھر کی فکر گویا ایک سال کی عبادت سے زیادہ افضل ہے۔''

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''عالم کی دوات کی روشنائی (جس سے وہ لکھتا ہے) شہید کے خون سے افضل تر ہے۔''

باتبصرہ خبریں

ایم کیوایم: اگر قارئین تھوڑا سا غور کریں تو ایم کیوایم کا کیس بھی سمجھ جائیں گے۔ایم کیوایم کی بنیاد جنرل ضیاء الحق نے رکھی تھی۔نواز شریف صاحب بھی ضیاء کی پیداوار ہیں ۱۹۹۲ء میں جب نواز شریف (جنرل ضیاء الحق کے سیاسی جانشین) کے دور حکومت میں اس تنظیم کے خلاف فوج نے گرینڈ آپریشن کیا تھا اور بتایا تھا کہ یہ نہایت خطرناک جماعت ہے۔اور سات سال بعد یہ جماعت جنرل پرویز مشرف صاحب کے ساتھ مل کر پاکستان پر حکومت کر رہی تھی۔سیاستدانوں کے خلوص کا شکار بننے والے جنرل مشرف کی حکومت جانے کے ساتھ ہی ایم کیوایم پر غدار وطن پارٹی کا پروپیگنڈا شروع ہوگیا۔فوج نے آپریشن شروع کیا جو گزشتہ کئی برسوں سے جاری ہے۔بلدیاتی انتخابات ہوئے ایم کیوایم جیت گئی مگر منتخب نمائندوں کو دس مہینے حلف اٹھانے کی اجازت نہ دی گئی۔گزشتہ دنوں بے ہودہ نعروں کے جواب میں ایم کیوایم کے دفاتر سیل کر دیے گئے یا گرا دیے گئے۔سمجھ نہیں آتی فوج نے ایم کیوایم کیوں بنائی،فوج نے ایم کیوایم سے حکومت کروائی،فوج ہی کہتی ہے کہ یہ غدار اور پاکستان کے دشمن،ظالم اور قاتل ہیں۔اگر آئی ایس آئی کے پاس اس پارٹی کے خلاف مصدقہ شواہد ہیں تو اس پارٹی کو بین کیوں نہیں کیا جاتا؟ تمام سیاسی جماعتیں اس پارٹی کو را کا ایجنٹ کہہ رہی ہیں۔اگر ایسا ہے تو اس جماعت کو بین کرنے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتیں؟ شاید اس لیے کہ غدار بے شک پھلتے پھولتے رہیں، پارلیمنٹ نہ ٹوٹے۔ہمارے میڈیا کی بھی سمجھ نہیں آتی کہ وہ طاقت وروں کو غدار وطن کہنے سے کیوں کتراتا ہے؟ رینجرز والے ایم کیوایم کے لیڈروں کو پکڑتے ہیں اور جب شام کو چھوڑتے ہیں تو وہ مصطفیٰ کمال کے ہو جاتے ہیں۔یہ بھی اچنبھے کی بات ہے کہ ذوالفقار مرزا جن کے خلاف مقدمے بھی درج تھے۔جب انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی تو موصوف اپنے ساتھیوں سمیت ہتھیار بند ہو کر قانون نافذ کرنے والوں کے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔اور بات ختم ہوگئی۔لال مسجد والا برقعہ پوش مولوی سرعام ریاست کے آئین اور جمہوریت کا مذاق اڑاتا ہے اور فوجی لوگ اس سے گریز کرتے ہیں اور فاروق ستار جیسے منحنی انسان کو دھکے دیتے ہیں۔یہ بھی عجیب بات ہے کہ پاناما لیکس نے جن کے چہرے سیاہ کر دیے تھے وہ جنرلوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔اب اگر کوئی سیاہ چہرے والوں سے گلے ملے گا تو اس کا منہ تو کالا ہوگا ہی۔خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑے گا ہی۔یاد رکھنا چاہیے پاکستان میں اگر انصاف کے تقاضے پورے نہ کیے گئے تو کوئی بہت بڑا سانحہ خون کے آنسو رلا سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہر قسم کے لیڈروں اور عوام کو سیدھا رستہ دکھائے۔آمین۔

شیطانی قوتوں کے سردار: پرویز رشید نے کہا ہے کہ ”حج کے مقدس مہینے میں عمران خان نے دو وعدے کیے تھے۔پہلا وعدہ حج پر جانے کا اور دوسرا رائیونڈ جانے کا۔عمران خان کو یا تو اللہ نے اجازت نہیں دی یا پھر شیطان سے مک مکا ہوگیا۔“ عبدالعلیم جن کا تعلق پی ٹی آئی سے ہے نے جواباً کہا ”شیطانی قوتوں کا تعلق پرویز رشید کے ساتھ ہے، پرویز رشید تو شیطانی قوتوں کے سردار ہیں۔“

معزز قارئین بہتر ہے کہ اعوذ باللہ پڑھ لیں کیونکہ شیطان کو بھگانے کا یہی اسلامی طریقہ ہے۔یہ درست ہے کہ عمران خان اپنے دونوں وعدے بروقت پورے نہ کر سکے۔اور جو اپنے وعدے پر پورا نہ اترے، جھوٹ بولے اور امانت میں خیانت کرے، اسے منافق کہتے ہیں۔اگر عمران خان میں یہ تینوں برائیاں موجود ہیں تو انہیں کہنے والے منافق کہہ سکتے ہیں مگر یہ کہنا کہ عمران کا شیطان سے مک مکا ہوگیا ہے تو یہ بہت

خطرناک بات ہے۔مک مکا دو شیطانوں کے بیچ ہی ہوسکتا ہے۔اگر ایسا ہی ہے جیسے پرویز رشید صاحب کہہ رہے ہیں تو یہ سوال بھی اُٹھے گا کہ ان دونوں میں بڑا شیطان کون ہے؟ اور جہاں تک عبدالعلیم کے اس بیان کا تعلق ہے کہ پرویز رشید تو شیطانی قوتوں کے سردار ہیں۔تو یہ بات بھی بتانی چاہیے تھی کہ اس وقت کون کون سی شیطانی قوتیں سرگرم عمل ہیں،کون سے مولوی ہیں،کون کون فوجی ہیں یا کتنے سیاست دان ہیں؟ یقین کیجیے ہمیں یہ کہنے میں قطعاً شرم محسوس نہیں ہوتی کہ پرویز رشید شیطانی قوتوں کے سردار نہیں ہیں۔ہم نے تو یہ سن رکھا ہے کہ جو سب سے زیادہ قوت والا اور بااختیار ہو وہ سردار ہوتا ہے۔اب ہم کیا کہیں؟ قارئین خود ہی فیصلہ کریں کہ پاکستان میں کون شیطانی قوتوں کا سردار ہے؟ فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہے اس لیے کہ سمجھ نہیں آتی پارلیمنٹ طاقتور ہے یا جی ایچ کیو اور یا پھر مدرسہ۔اگر کسی کو سمجھ آجائے تو ضرور مطلع کرے۔

ملائیت اور مذہبی انتہا پسندی: قائداعظم کی برسی کے موقع پر اپنے پیغام میں آصف زرداری نے کہا ہے کہ پاکستان کا تصور ایک جمہوری، ترقی پسند اور جدید ریاست تھی جس کی بنیاد پارلیمانی وفاق تھا جس میں ملائیت اور مذہبی انتہا پسندی کی کوئی جگہ نہیں۔(۱۱ستمبر پاکستان) آصف زرداری صاحب شاید نہیں جانتے کہ پاکستان کے جمہوری اور جدید ریاست ہونے کے تصور کو قائداعظم کی وفات کے فوراً بعد جب قرارداد مقاصد منظور ہوئی،اسی وقت ٹھوکر ماردی گئی تھی۔جدید ریاست کا تصور تڑپتا رہا مگر کسی کو ترس نہ آیا۔دولتانہ نے تو اس سہانے تصور کو مولویوں کو ۵۳ء میں سڑکوں پر لا کر ساری دنیا میں ذلیل اور رسوا کر دیا تھا۔پھر جدید اور ترقی پسند ریاست کے تصور کی سانس گھٹ کر رہ گئی جب دنیا نے ذوالفقار علی بھٹو جیسے ذہین انسان کے مولویوں کے ہاتھوں میں کھیلنے کا تماشہ دیکھا۔اور جنت نظیر ریاست کے تصور کی اس وقت موت واقع ہوگئی تھی جب جنرل ضیاء الحق نے پاکستان کو پاکیزگی کا لباس پہنانے کے لیے نام نہاد مولویوں جیسا کمزور ترین سہارا تلاش کیا۔نتیجہ بتانے

ہارون الرشید

پانچویں عباسی خلیفہ ہارون الرشید (۱۴۸ تا ۱۹۳ ہجری۔۷۶۳ءتا۸۰۹ء) کی علم دوستی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔علم سے محبت جیسا اعلیٰ وصف اسے اپنے دادا ابو جعفر المنصور (المنصور کا ایک کارنامہ بغداد کو دائرے کی شکل دینا بھی تھا) اور والد محمد المہدی سے ورثہ میں ملا تھا۔اس عظیم ورثہ کو ہارون الرشید نے اپنے ہونہار بیٹے مامون الرشید کو منتقل کیا تھا ۔ہارون الرشید نے ایک سائنس اکیڈمی (مجمع علمی) بنائی تھی جس میں ہر قسم کی کتابوں کا خزانہ جمع کیا گیا تھا۔بیت الحکمہ (خزینۃ الحکمہ) کے نام سے ایک لائبریری بھی تھی جسے مامون نے بہت کشادہ کر دیا تھا۔مامون نے سسلی کے بادشاہ کو سسلی میں واقع لائبریری میں موجود کتابوں کا ذخیرہ بھیجنے کی درخواست کی۔بادشاہ نے جواب بھجوایا کہ سوا ونٹ پر یہ کتب آئیں گی۔۱۲ فروری ۱۲۵۸ء کو بغداد میں منگولوں نے لاکھوں شہریوں کو ہلاک کر دیا اور افغانی جاہلین کی طرح منگولوں (چنگیز کے پوتے ہلاکو) نے دار الحکمہ کو بھی جلا کر راکھ کر دیا۔سپین میں بھی مسلمانوں کو شکست دیکر فاتح افواج نے لاکھوں انمول کتابوں کو جلا دیا تھا۔

کی ضرورت نہیں۔بس اتنا کہنا کافی ہے کہ پاکستان کو مسلمان کرنے کے چکر میں مسجدوں،امام بارگاہوں،مزاروں اور عبادت خانوں اور دوسرے مقامات سے انسانی لوتھڑے اٹھانے کا سلسلہ جاری ہے۔پاکستان تو اسلامی جمہوریہ پاکستان بن گیا مگر مسلمانوں کا صفایا ہو چکا ہے،ان معنوں میں کہ سبھی فرقے ایک دوسرے کو کافر نا صرف سمجھتے ہیں بلکہ کہتے ہیں۔ضیاء کے زمانے میں بننے والی مُلّا ملٹری الائنس کی تباہ کاریاں جاری ہیں۔
اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے جلد تر ایسے حالات پیدا فرمائے کہ ہمارے لیڈر اور عوام اسلام کی تعلیم احترام انسانیت کے عظیم فلسفے کو سمجھ جائیں۔

ایک سے زائد خواتین سے شادیاں: میانمار کے صدر تھین سین نے ایک نئے مسودہ قانون پر دستخط کر دیے ہیں۔نئے قانون کے تحت ایک سے زائد خواتین سے شادیاں کرنے والے شخص کو قید و بند کی سزا سنائی جا سکے گی۔انسانی حقوق کی تنظیموں نے اسے مسلم مخالف امتیازی قانون قرار دیا ہے۔(روزنامہ امت استمبر۱۵)

عصر حاضر میں جن ممالک میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ہے وہ بھی مطمئن نہیں اور جہاں ایسی اجازت نہیں وہ بھی چین میں نہیں ہیں۔اب جہاں زیادہ شادیاں کرنے کے شوقینوں کو برما یعنی میانمار میں نئے قانون نے مشکل میں ڈال دیا ہے،وہاں اریٹیریا میں بھی ایک نئے قانون نے مردوں اور عورتوں کی نیندیں اڑادی ہیں۔نئے قانون کے مطابق ہر مرد کے لیے دو شادیاں کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔قانون میں بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی مرد دوسری شادی نہیں کرے گا تو اسے بامشقت جیل کی سزا ہوگی اور اگر کوئی عورت دیسی عورتوں کی طرح دوسری شادی میں رکاوٹ ڈالے تو اسے عمر قید کی سزا دی جائے گی۔اب اگر اریٹیریا میں کوئی مرد شادی رچانا چاہے گا تو اسے کم از کم دو خواتین کو شادی کے لیے آمادہ کرنا ہوگا۔سعودی عرب کے ۷۰ سے زائد مفتیوں نے عارضی شادی مسیار نامی کو جائز قرار دیا ہے۔یہ قانون بھی متعہ نامی شادی کی طرح ہی ہے،فرق یہ ہے کہ متعہ میں وقت طے کیا جاتا ہے اور مسیار میں معاہدہ کا وقت مقرر نہیں کیا جاتا،کسی بھی وقت اس معاہدہ کو توڑا جا سکتا ہے۔اور یہ فرق بھی ہے کہ متعہ میں والدین کی اجازت کی ضرورت ہوتی ہے اور مسیار میں ایسی ضرورت نہیں ہوتی۔مسیار نامی شادی میں عورت کو ہر قسم کے حقوق ادا کرنے سے آزادی دی جاتی ہے،سوائے ایک حق کے،جس کے لیے رقم دی جاتی ہے۔اس وقت اسلامی دنیا میں آٹھ قسم کے نکاح ہوتے ہیں۔زمانہ جاہلیت میں بھی کئی قسم کے نکاح ہوتے تھے۔

سعودی مفتی عبداللہ بن عبدالرحمٰن کا فتویٰ ہے کہ جو شخص متعدد شادیوں کی قدرت رکھتا ہے اور پھر بھی نہیں کرتا جبکہ اسے بیوہ عورتوں کی کثرت کا مشاہدہ اور علم بھی ہے کہ کس طرح کفار و فساق ان عورتوں کی عزتوں کو نقصان پہنچانے پر تلے ہوئے ہیں تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا شخص ایک بیوی پر قناعت کر کے گناہ گار ہوگا اور روز محشر اس سے سوال ہوگا کہ اس نے بذریعہ نکاح ان عورتوں عفت و پاک دامنی کا انتظام کیوں نہیں کیا؟

مفتی صاحب کے اس فتوے کی لاکھوں کاپیاں پاکستان میں ضرور تقسیم ہونا چاہیئں کیونکہ پاکستان اس لحاظ سے وہ بدنصیب ملک ہے جس میں بیوہ کی شادی کو غیرت کا مسئلہ قرار دے کر اس کی شادی کو گناہ اور ذلت سمجھا جاتا ہے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ بیوہ کی شادی کو بھی ضروری قرار دیتا ہے۔پاکستان میں بیوہ اپنی جوانی کو بھائیوں کے در پر،دکھوں کے بھنور میں بوڑھا کرتی ہے اور بے نام مرجاتی ہے۔اور کنواریوں کے ساتھ بھی بہیمانہ سلوک کیا جاتا ہے،اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا کہ نوجوان بچیوں کی شادی قرآن سے یا بوڑھے مرد کے ساتھ کر دی جائے۔دونوں صورتوں میں عورت کنواری ہی رہتی ہے اور ان کی موت ایک بار نہیں ہوتی بلکہ ہر روز واقع ہوتی ہے۔

> بمیر تا بری اے حسود کیں رنجیست		کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست		(مولانا رومؒ)
>
> **اے حاسد تُو مرجا تا کہ تُو رہائی پالے اس لیے کہ یہ رنج تو ایسا ہے کہ اس کی تکلیف سے موت کے سوا چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔**

لاہور کی کہانی پطرس بخاری کی زبانی

تمہید: تمہید کے طور پر صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کو دریافت ہوئے اب بہت عرصہ گزر چکا ہے، اس لیے دلائل و براہین سے اس کے وجود کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ کہنے کی اب ضرورت نہیں کہ کُرے کو دائیں سے بائیں گھمایئے۔ حتیٰ کہ ہندوستان کا ملک آپ کے سامنے آ کر ٹھہر جائے پھر فلاں طول البلد اور فلاں عرض البلد کے مقام انقطاع پر لاہور کا نام تلاش کیجیے۔ جہاں یہ نام کُرے پر مرقوم ہو، وہی لاہور کا محل وقوع ہے۔ اس ساری تحقیقات کو مختصر مگر جامع الفاظ میں بزرگ یوں بیان کرتے ہیں۔ ''لاہور، لاہور ہی ہے، اگر اس پتے سے آپ کو لاہور نہیں مل سکتا، تو آپ کی تعلیم ناقص اور آپ کی ذہانت فاطر ہے۔''

محل وقوع: ایک دو غلط فہمیاں البتہ ضرور رفع کرنا چاہتا ہوں۔ لاہور پنجاب میں واقع ہے۔ لیکن پنجاب اب پنج آب نہیں رہا۔ اس پانچ دریاؤں کی سرزمین میں اب صرف چار دریا بہتے ہیں۔ اور جو نصف دریا ہے، وہ تو اب بہنے کے قابل بھی نہیں رہا۔ اسی کو اصطلاح میں راوی ضعیف کہتے ہیں۔ ملنے کا پتہ یہ ہے کہ شہر کے قریب دو پُل بنے ہیں، ان کے نیچے ریت میں دریا لیٹا رہتا ہے۔ بہنے کا شغل عرصہ سے بند ہے، اس لیے یہ بتانا بھی مشکل ہے کہ شہر دریا کے دائیں کنارے پر واقع ہے یا بائیں کنارے پر۔ لاہور تک پہنچنے کے کئی رستے ہیں۔ لیکن دو ان میں سے بہت مشہور ہیں، ایک پشاور سے آتا ہے اور دوسرا دہلی سے۔ وسط ایشیا کے حملہ آور پشاور کے راستے اور یو پی کے حملہ آور دہلی کے رستے وارد ہوتے ہیں۔ اول الذکر اہل سیف کہلاتے ہیں اور غزنوی یا غوری تخلص کرتے ہیں مؤخر الذکر اہل زبان کہلاتے ہیں۔ یہ تخلص بھی کرتے ہیں، اور اس میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔

حدود اربعہ: کہتے ہیں، کسی زمانے میں لاہور کا حدود اربعہ بھی ہوا کرتا تھا، لیکن طلباء کی سہولت کے لیے میونسپلٹی نے اس کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب لاہور کے چاروں طرف بھی لاہور ہی واقع ہے، اور روز بروز واقع تر ہو رہا ہے۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ دس بیس سال کے اندر لاہور ایک صوبے کا نام ہوگا جس کا دار الخلافہ پنجاب ہوگا۔ یوں سمجھیئے کہ لاہور ایک جسم ہے، جس کے ہر حصے پر ورم نمودار ہو رہا ہے، لیکن ہر ورم مواد فاسد سے بھرا ہے۔ گویا یہ توسیع ایک عارضہ ہے جو اس کے جسم کو لاحق ہے۔

آب وہوا: لاہور کی آب وہوا کے متعلق طرح طرح کی روایات مشہور ہیں، جو تقریباً تمام کی تمام غلط ہیں، حقیقت یہ ہے کہ لاہور کے باشندوں نے حال ہی میں یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ اور شہروں کی طرح ہمیں بھی آب وہوا دی جائے، میونسپلٹی بڑی بحث وتمحیص کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ اس ترقی کے دور میں جبکہ دنیا میں کئی ممالک کو ہوم رول مل رہا ہے اور لوگوں میں بیداری کے آثار پیدا ہو رہے ہیں، اہل لاہور کی یہ خواہش ناجائز نہیں، بلکہ ہمدردانہ غور وخوض کی مستحق ہے۔

لیکن بدقسمتی سے کمیٹی کے پاس ہوا کی قلت تھی، اس لیے لوگوں کو ہدایت کی گئی کہ مفاد عامہ کے پیش نظر اہل شہر ہوا کا بے جا استعمال نہ کریں، بلکہ جہاں تک ہو سکے کفایت شعاری سے کام لیں۔ چنانچہ اب لاہور میں عام ضروریات کے لیے ہوا کے بجائے گرد اور خاص خاص حالات میں دھواں استعمال کیا جاتا ہے۔ کمیٹی نے جا بجا دھوئیں اور گرد کے مہیا کرنے کے لیے مرکز کھول دیے ہیں۔ جہاں یہ مرکبات مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔ امید کی جاتی ہے، کہ اس سے نہایت تسلی بخش نتائج برآمد ہوں گے۔

بہم رسانی آب کے لیے ایک اسکیم عرصے سے کمیٹی کے زیر غور ہے۔ یہ اسکیم نظام سقے کے وقت سے چلی آتی ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ نظام سقے کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے اہم مسودات بعض تو تلف ہو چکے ہیں اور جو باقی ہیں ان کے پڑھنے میں بہت دقت پیش آ رہی ہے اس لیے ممکن ہے تحقیق وتدقیق میں چند سال اور لگ جائیں، عارضی طور پر پانی کا یہ انتظام کیا گیا ہے کہ فی الحال بارش کے پانی کو حتی الوسع شہر سے باہر نکلنے نہیں دیتے۔ اس میں کمیٹی کو بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہر محلے کا اپنا ایک دریا ہوگا جس میں رفتہ رفتہ مچھلیاں پیدا ہوں گی اور ہر مچھلی کے پیٹ میں کمیٹی کی ایک انگوٹھی ہوگی جو رائے دہندگی کے موقع پر ہر رائے دہندہ پہن کر آئے گا۔ نظام سقے کے مسودات سے اس قدر ضرور ثابت ہوا ہے کہ پانی پہنچانے کے لیے نل ضروری ہیں چنانچہ کمیٹی نے کروڑوں روپے خرچ کر کے جا بجا نل لگا دیے ہیں۔ فی الحال ان میں ہائیڈروجن اور آکسیجن بھری ہے۔ لیکن ماہرین کی رائے ہے کہ ایک نہ ایک دن یہ گیسیں ضرور مل کر پانی بن جائیں گی۔ چنانچہ بعض بعض نلوں میں اب بھی چند قطرے روزانہ ٹپکتے ہیں۔ اہل شہر کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے اپنے گھڑے نلوں کے نیچے رکھ چھوڑیں تاکہ عین وقت پر تاخیر کی وجہ سے کسی کو دل شکنی نہ ہو، شہر کے لوگ اس پر بہت خوشیاں منا رہے ہیں۔ (جاری ہے۔ پیشوا ڈیسک)

RH DREAM EVENTS LIMITED

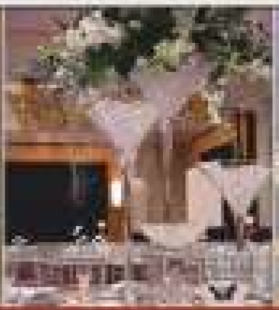

TEL: 020 3674 7909   MOB: 077 9299 8973

- Venue Hire
- Decoration
- Catering
- Cutlery & Crockery
- Service Staff

BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER BEST OFFER

Package Price

- Event Management
- Cinematic Videography
- Photography
- DJ-Dhoolchi
- Chauffeur Service

2 London Road, SM4 5BQ Morden - Surrey
Tel. 020 3674 7909 - Mob. 077 9299 8973 (Mon-Fri 10:00 - 17:00)
Email: info@rhacs.co.uk - Web: www.rhdreamweddings.com